

عنبر-ناگ-ماریا

قبر کی آواز

(قسط نمبر ۱۲)

ایسے حمید

www.urdurasala.com

سنو پیارے بچو!

ہمارا ہیرو عنبر..... جو ابھی تک کسی سے مر نہیں سکا اپنے سانپ
دوست ناگ بھنی کے ساتھ روم میں سے نکل کر شہر میں داخل ہوتا ہے
اصل میں یہی عنبر کا وطن بھی ہے اسی شہر میں وہ دو ہزار سال پہلے فرعون
مصر کے محل میں پیدا ہوا تھا اور پھر اسے بادشاہ کے ڈر کے مارے
دریائے نیل میں بہا دیا گیا تھا ہمارے ہیرو کی یہاں روم کے بادشاہ
سینر سے ملاقات ہوتی ہے سینر کے قتل کے بعد مصر پر حملہ ہوتا ہے قلو
پطرح سانپ ڈسوا کر مرجاتی ہے انطنی خود کشی کر لیتا ہے ہمارا ہیرو
یہاں سے دریائے اردن کی وادی کی طرف سفر کرتا ہے جہاں
حضرت یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خوش خبری سنار ہے ہیں
اے حمید

فہرست

ڈاکو پکتان
 پراسرار سپیرا
 قلو پطرہ
 نیل کی جادو گر نی
 سپیرے کی موت
 قبر کی آواز
 ناگ بھنی کا کارنامہ
 سیزر کا قتل
 زہری سانپ
 دریائے اردن کی طرف

ڈاکو پکتان

روم کے شہر ٹرائے سے دونوں دوستوں کا سفر شروع ہوا۔
وہ بحیرہ روم کے نیلے سمندر میں سے گزر کر شمالی افریقہ کی بندرگاہ
سکندریہ پہنچنا چاہتے تھے سکندریہ کی بندرگاہ اور شہر سکندر اعظم کے نام
پر آباد ہوا تھا سکندر کو فوت ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا یہ زمانہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی پیدائش سے دو سو برس پہلے کا زمانہ تھا اور روم کی سلطنت
سارے مصر تک پھیلی ہوئی مصر کا ایک شہر تھیس صرف ایک ایسا شہر تھا
جس کی اپنی حکومت تھی مصر کے اس شہر کا بادشاہ جسے فرعون ہی کہتے
تھے ایک کمزور اور نو عمر لڑکا تھا جس کو ملک کا انتظام سنبھالنے کا کوئی
تجربہ نہیں تھا وہاں کے دربار اور عوام کو ہر گھڑی یہ خطرہ لگا رہتا کہ روم
کی فوج حملہ کر کے تھیس کو بھی فتح کر لے گی۔

قلو پطرہ اس نوعمر فرعون کی بڑی بہن تھی جو کہ ایک ہوشیار دوراندیش اور بڑی سمجھ دار عورت تھی۔ اس نے رومن طاقت کے بڑھتے ہوئے خطرے کو پہلے ہی سے محسوس کر لیا تھا اور وہ اس فکر میں تھی کہ کسی طرح رومیوں کے ساتھ مل کر مصر کا تخت خود حاصل کرے اور رومیوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کی ذلت سے بچ جائے اس نے اپنے ایک خاص غلام کلاؤس سے مل کر روم کے اس وقت کے شہنشاہ سیزر سے ملاقات کرنے کا منصوبہ بنایا وہ کسی طرح مصر سے فرار ہو کر شہنشاہ سیزر کے دربار تک پہنچنا چاہتی تھی اسے اپنی عقل مندی اور ہوشیاری پر بہت بھروسہ تھا اور اس کو یقین تھا کہ وہ شہنشاہ سیزر کی ہمدردیاں حاصل کر لے گی۔

قلو پطرہ نے کلاؤس کو ساتھ لیا اور ایک روز آدھی رات کو تھمپس شہر کی چار دیواری سے نکل کر بڑی رازداری کے ساتھ سکندریہ کی جانب

روانہ ہو گئی ان دنوں شہنشاہ سیزر سکندریہ میں دربار لگا تا تھا اور وہ مصر کے شہر تھیس کو فتح کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا قلو پطرہ اپنے غلام کے ساتھ راتوں رات مصر کی سرحد سے نکل گئی اس نے اپنے غلام کے ساتھ راستے میں آنے والا سمندر پار کیا اور سکندریہ پہنچ گئی سکندریہ ان دنوں بڑی شان دار بندرگاہ ہوا کرتی تھی اور یہاں دور دور ملکوں کے تجارتی جہاز آ کر لگا کرتے تھے بندرگاہ پر اس قدر رونق تھی کہ وہاں دنیا جہان کے ملکوں کے لوگ موجود تھے اور ہر زبان میں باتیں کر رہے تھے بادبانی جہازوں پر سے سامان اتار بھی جا رہا تھا اور لا دا بھی جا رہا تھا۔

قلو پطرہ اپنے غلام کے ساتھ سکندریہ کے ایک تنگ و تاریک کوچے میں آ گئی یہاں اس کے غلام کی بڑی بہن کا مکان تھا وہ اس مکان میں آ کر ٹھہر گئی اور شہنشاہ سیزر سے ملنے کی تیاریاں کرنے لگی اس نے

سیر سے ملاقات کرنے کا ایک انوکھا طریقہ سوچا تھا اس کے غلام
 کلاؤس نے شہنشاہ کے حضور پیام بھجوایا تھا کہ ملک مصر کے شہر تھیس
 کے فرعون کی بہن قلوپطرہ نے اس کی خدمت میں ایک بیش قیمت
 قالین کا تحفہ بھیجا ہے سیر نے حامی بھری تھی کہ قلوپطرہ کا بھجوایا ہوا
 قالین کا تحفہ اس کی خدمت میں پیش کیا جائے منصوبہ یہ تھا کہ قلوپطرہ
 کو اس شان دار قالین کے اندر لپیٹ دیا جائے گا اور یہ تحفہ شہنشاہ سیر
 کے دربار میں کھول کر پیش کرے گا تو اس میں سے قلوپطرہ باہر نکل
 آئے گی۔

ادھر یہ تیاریاں ہو رہی تھیں اور دوسری طرف ہمیشہ زندہ رہنے والا عنبر
 اور کسی بھی شکل میں بدل جانے والا سانپ دوست ناگ پھنی ایک
 بادبانی جہاز میں سوار ہو کر سکندریہ کی طرف آرہے تھے یہ جہاز ایک
 کافی بڑا تجارتی جہاز تھا جس کا کپتان فلورنس شہر کارہنے والا تھا کسی

زمانے میں وہ بحری ڈاکوؤں کا سردار بھی رہ چکا تھا لیکن اب اس نے بحری ڈاکے چھوڑ دیے تھے اور تجارتی جہاز رانی شروع کر دی تھی۔ راستے میں عنبر اور ناگ پھنی سے اس کی بڑی دوستی ہو گئی وہ انہیں اپنے بحری ڈاکو ہونے کے زمانے کی دل چسپ کہانیاں سناتا دونوں دوست اس کی کہانیاں سن کر بہت خوش ہوتے تھے تب تب کے راجہ کا دیا ہوا قیمتی ہیرا ابھی تک عنبر کے پاس موجود تھا اس ہیرے کی قیمت اس زمانے میں لاکھوں اشرفیاں تھیں۔ مگر عنبر نے کبھی اسے فروخت کرنے کی ضرورت محسوس کی تھی۔

جہاز نیلے گہرے سمندر میں چلا جا رہا تھا شام کا وقت تھا ایک رات کے سمندری سفر کے بعد جہاز کو صبح سویرے سکندریہ کی بندرگاہ پر پہنچ جانا تھا عنبر ناگ پھنی اور جہاز کا کپتان عرشے پر بیٹھے سمندر کا نظارہ بھی کر رہے تھے اور آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے ذکر ہیرے

جواہرات کا ہور ہا تھا جہاز کے کپتان نے انہیں بتایا کہ اس نے بحری
ڈاکو زنی کے زمانے میں ایسے ایسے جواہرات حاصل کیے ہیں کہ آج
وہ بڑے سے بڑے شہنشاہ کے پاس بھی نہ ہوں گے۔

ناگ پھنی نے پوچھا۔

وہ سب جواہرات کہاں ہیں کپتان صاحب۔؟

کپتان نے ناک سکیڑ کر اور کندھے چڑھا کر کہا۔

جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے۔ سمندر میں سفر کرنے والے

جہازوں سے لوٹے تھے اور سمندر میں ہی غرق ہو گئے۔

عنبر نے کہا۔

ایسے ہیرے جواہرات کا کیا فائدہ جو سمندر میں ڈوب جائیں دولت تو

وہ ہے جو اپنی جیب میں ہو۔

کپتان نے قہقہہ لگا کر کہا۔

ایسی دولت تو پھر آج کل سوائے شہنشاہ سیر کے اور کسی کے پاس نہیں

ہے۔

عنبر کہنے لگا۔

ایسا نہیں ہے۔

پکتان نے تعجب سے پوچھا۔

وہ کیسے؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

وہ ایسے کہ ایک ہیرا میرے پاس بھی ہے جو کسی بادشاہ کے خزانے میں

بھی نہ ہوگا۔

پکتان نے تعجب سے عنبر کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

کیا تم وہ ہیرا مجھے دکھا سکتے ہو؟

ضرور، ضرور، کیوں نہیں..... یہ لو۔

عنبر نے اپنے لبادے کی اندرونی جیب سے ایک شان دار اور چمکیلا
 ہیرا نکال کر پکتان کو دکھایا یہ ہیرا کبوتر کے انڈے کے برابر تھا اور اس
 کی چمک دمک سے آنکھیں چندھیار ہی تھی پکتان کی آنکھیں تو
 ہیرے کو دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں واقعی اس نے اس سے پہلے اتنا
 قیمتی اور شاندار ہیرا نہیں دیکھا تھا پکتان نے کہا۔
 میرے بھائی یہ ہیرا تو بہت اعلیٰ قسم کا ہے یہ تم نے کہاں سے حاصل کیا
 ہے؟

عنبر نے کہا۔

تبت کے راجہ نے یہ مجھے تحفے میں دیا ہے۔

پکتان نے کہا۔

اگر یہ ہیرا میرے پاس ہوتا تو میں اسے فلورنس شہر کے جواہری کے
 پاس فروخت کر کے اپنا ایک بہت بڑا تجارتی جہاز بناتا لیکن میرے

پاس تو ایک بھی ہیرا نہ رہا۔ اتنے جہازوں پر ڈاکے مارے اور اتنا خزانہ جمع کیا لیکن ایک رات طوفان آیا اور سارا خزانہ سارے ہیرے جواہرات جہاز کے ساتھ ہی سمندر میں غرق ہو گئے۔
ناگ پھنی کہنے لگا۔

پکتان صاحب! نیک کمائی کبھی ضائع نہیں ہوتی آپ نے لوگوں کی دولت پر ڈاکہ مارا تھا قدرت نے وہ دولت آپ کے پاس بھی نہیں رہنے دی کیونکہ آپ نے گناہ کیا تھا جس کا بدلہ آپ کو مل گیا۔
پکتان کو ناگ پھنی کی بات بڑی بری لگی مگر وہ خاموش رہا اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ عنبر سے ہیرا لے کر رہے گا خواہ اس کے لئے اسے عنبر اور اس کے دوست ناگ پھنی کو قتل کر کے سمندر میں کیوں نہ غرق کرنا پڑے اس نے سوچا کہ ہیرا بیچ کر اسے اتنی دولت مل جائے گی کہ وہ اپنا ایک نیا بادبانی جہاز خرید لے گا اور دوسرے جہازوں کی

نوکری کرنے سے بچ جائے گا آج وہ دوسرے مالکوں کا نوکر ہے۔
 اور کل وہ خود جہاز کا مالک کہلائے گا غبر اور ناگ پھنی کو تو کوئی جانتا
 بھی نہیں ان کو قتل کر کے سمندر میں پھینک دینے سے کسی کو کانوں کان
 خبر بھی نہیں ہوگی اور وہ ہیرا بھی حاصل کر لے گا۔

پکتان نے رات کے اندھیرے میں ڈاکہ ڈالنے کی بات پکی کر لی
 اب وہ اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ غبر اور ناگ پھنی کب سوتے
 ہیں اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ دونوں نیچے ایک چھوٹے سے
 کیبن میں سوتے ہیں جس کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور وہاں تالا نہیں
 لگایا جاسکتا وہ دونوں دوستوں کے پاس بیٹھا ادھر اُدھر کی باتیں کرتا
 رہا پھر جمائی لے کر بولا۔

اچھا دوستو! مجھے تو نیند آ رہی ہے میں تو سونے چلا میرا خیال ہے تم بھی
 کیبن میں جا کر تھوڑی دیر آرام کر لو۔ صبح سکندر یہ پہنچ کر تم لوگوں کو بھی

بہت سے کام کرنے ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

ہاں میرا خیال ہے ہمیں بھی چل کر آرام کرنا چاہیے۔

اور وہ دونوں دوست اٹھ کر اپنے کیبن میں آگئے یہاں پہنچ کر عنبر نے

ہیر اپنی قمیض کی جیب میں سے نکال کر ناگ پھنی کے پاؤں کی

جانب رکھے ہوئے نیلے مرتبان کے اندر ڈال کر اس کا منہ بند کر

دیا ناگ پھنی نے کہا۔

دوست! اتنی احتیاط کی کیا ضرورت ہے بھلا۔ صبح تو ہمارا سفر ختم ہو رہا

ہے۔؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

تمہیں معلوم نہیں کہ اس جہاز کا کپتان ڈاکو رہ چکا ہے۔

ناگ پھنی ہنسنے لگا۔

ہاں یاریہ تو تم نے ٹھیک کہا وہ اس قسم کے کتنے ہی ہیرے چراچکا ہے۔
مگر دوست! اسے ہمارے ہیرے پر ڈاکہ ڈالنے کی جرات نہیں ہو
سکتی۔

وہ کیسے بھلا؟ اسے کیا معلوم کہ ہم کون ہیں؟ یا یہ کہ ہمارا ہیرا چرانا
شہر کے منہ سے نوالہ نکالنے کے برابر ہے۔
ناگ پھنی بولا۔

بہر حال اگر اس نے ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو اسے آٹے دال کا بھاؤ
اپنے آپ معلوم ہو جائے گا۔
پھر ناگ پھنی نے عنبر سے پوچھا۔
اگر کپتان کی نیت میں فتور آجائے اور اس نے ڈاکہ مارنے کی کوشش
کی تو کیا خیال ہے اسے ہلاک کر دیا جائے یا معاف کر دیا جائے۔
عنبر نے سوچ کر جواب دیا۔

میرا خیال ہے صرف اتنی سزا دی جائے کہ جسے وہ ساری عمر یاد رکھے
اور آئندہ کبھی چوری کرنے کی جرات نہ کرے۔

بہت بہتر دوست اگر ڈاکو یہاں آیا تو میں اس کے جسم میں صرف اتنا
زہر داخل کروں گا کہ وہ مرے گا تو نہیں لیکن اس کی آواز بند ہو جائے
گی وہ صرف اشاروں سے ہی بات کر سکے گا اور ساری زندگی اپنی
آواز دوبارہ حاصل نہ کر سکے گا۔

ہاں اس کے لئے اتنی سزا ہی کافی ہوگی مگر میرا خیال ہے کہ وہ آئے گا
نہیں۔؟

ڈاکو کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

دونوں دوست اسی طرح باتیں کرتے اپنے اپنے بستروں پر لیٹ
گئے تھوڑی دیر بعد غنبر خراٹے لینے لگا۔ وہ تو بڑے مزے سے سو گیا
لیکن اب ناگ پھنی کی ذمہ داری ہو گئی تھی کہ وہ ہیرے کی حفاظت

کرے اور اگر کپتان چوری کرنے آئے تو اسے اس کا مزا چکھائے
 چنانچہ وہ آنکھیں کھولے جاگتا رہا اس نے وہی کیا جو سانپ کیا کرتا
 ہے یعنی آنکھیں کھلی بھی رکھیں اور سو بھی گیا مگر اس کی نیند بالکل ایک
 سانپ کی نیند تھی یعنی کسی غیر آدمی کو بوا سے ایک پل کے اندر اندر
 جگا دیتی تھی۔

وگرنہ ایک انسان کے روپ میں وہ بڑے مزے سے خراٹے لے کر
 سوتا۔

بادبانی جہاز ستاروں کی روشنی میں بڑے سکون کے ساتھ سکندریہ کی
 بندرگاہ کی طرف بڑھ رہا تھا سمندر میں کوئی طوفان نہیں تھا جہاز کی تمام
 روشنیاں بجھا دی گئی صرف کپتان کے کیبن میں ایک شمع جل رہی تھی
 تھوڑی دیر بعد کپتان بھی روشنی بجھا کر اٹھا وہ کیبن سے باہر نکل آیا اور
 عرشے پر جا کر اس نے بڑے غور سے چاروں طرف دیکھا وہاں کوئی

آدمی تو نہیں ہے؟ صرف دو تین مسافر لکڑی کے جنگلے کے ساتھ لگ کر سو رہے تھے کپتان نے سوچا کہ ہیرے کے مالک کو یا دونوں دوستوں کو قتل کرنے کے بعد وہ بڑے آرام سے ان کی لاش سمندر میں پھینک سکتا ہے سب مسافر سو رہے ہیں انہیں کیا معلوم کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔؟

جہاز پر گہری خاموشی تھی صرف لہریں جب جہاز کے پینڈے سے ٹکراتیں تو آواز پیدا ہوتی تھی بادبان ہوا میں پھولے ہوئے تھے اور جہاز ایک خاص رفتار کے ساتھ بندرگاہ کی طرف چلا جا رہا تھا کپتان صبح ہونے سے پہلے پہلے غبر اور ناگ پھی کھیل کر کے ہیرا اپنے قبضے میں کر لینا چاہتا تھا کیونکہ سکندر یہ پہنچ جانے کے بعد وہ پھر کبھی ہیرا حاصل نہیں کر سکتا تھا کپتان اس کام کے لئے یہ ایک سنہری موقع سمجھ رہا تھا اور وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا اس بے

چارے کو کیا معلوم تھا کہ جس موقع کو وہ اپنی طرف سے ایک سنہری موقع سمجھ رہا ہے وہ اس کی زندگی کی سب سے منحوس گھڑی ہوگی جب کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اتنی تیز اور پاٹ دار آواز سے محروم ہو جائے گا۔

پکتان بڑی احتیاط اور رازداری کے ساتھ عرشے کا چھوٹا سا زینہ اتر کر نیچے اس اندھیری راہ داری میں آ گیا جس کے کونے پر غبر اور اس کے دوست ناگ پھنی کا کیبن تھا پکتان کو جہاز کے تمام راستوں اور برآمدوں کا علم تھا چنانچہ وہ بلا کھٹکے آگے بڑھتا گیا اور پھر غبر کے کیبن کے پاس آ کر رک گیا وہ دروازے کے ساتھ کان لگا کر سننے لگا کہ اندر کوئی جاگ تو نہیں رہا اسے خراٹوں کی آواز سنائی دی گویا سب سو رہے تھے پکتان نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کیبن میں داخل ہوتے ہی اس نے ادھر ادھر چیزوں کو بڑی ہوشیاری

سے الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا آخر وہ اس نیلے مرتبان کے پاس پہنچ گیا جس کے اندر قیمتی ہیرا رکھا تھا کپتان نے مرتبان کے منہ پر بندھا ہوا کپڑا ہٹا دیا پھر اس کے اندر ہاتھ ڈالا تو قیمتی ہیرا اس کے ہاتھ میں آ گیا کپتان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

اندھیرے میں ہیرا بڑا چمک رہا تھا اس کی مراد اسے مل گئی تھی یہ ساری کاروائی عنبر کا دوست ناگ پھنی اندھیرے میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جس قیمتی ہیرے کی تلاش میں وہ وہاں آیا تھا وہ اسے مل گیا تھا۔ اس نے ہیرا جیب میں رکھ لیا اور خنجر نکال کر عنبر کی طرف اسے قتل کرنے کی نیت سے بڑھا اب عنبر کی بھی آنکھ کھل گئی تھی اور وہ ناگ پھنی کی کارستانی کا انتظار کر رہا تھا کپتان کے خنجر سے وہ خوف زدہ نہیں تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نہ وہ زخمی ہوگا اور نہ مرے گا۔ کپتان نے آگے بڑھ کر خنجر پوری طاقت سے عنبر کے دل میں گھونپ دیا مگر یہ

دیکھ کر اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ نہ تو عنبر نے کوئی چیخ ماری اور نہ خون کا ایک قطرہ بہا عنبر پہلے لیٹا تھا اور ویسے ہی لیٹا رہا کپتان نے خنجر اس کے سینے سے باہر کھنچا تو وہ اسی طرح بے داغ تھا جس طرح کہ پہلے تھا کپتان کچھ گھبرا سا گیا اس عرصے میں ناگ پھنی نے سانپ کی شکل اختیار کر لی تھی اور وہ اس کے پیچھے پھن پھیلائے کھڑا جھوم رہا تھا۔

اچانک کپتان کو اپنے پیچھے جیسے سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو خنجر اس کے ہاتھ سے چھٹ کر نیچے گر پڑا ایک بھیا نک سیاہ کالا سانپ پھن پھیلائے اس کی طرف خون آلود آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور بار بار اپنی زہریلی زبان ہلا رہا تھا۔ کپتان ایک دم بھاگ اٹھا وہ کیبن سے باہر راہداری میں آ گیا سانپ بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ سانپ نے کپتان کو سیڑھیوں کے پاس جا

لیا وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا کہ سانپ نے لپک کر اس کے پاؤں پر
ڈس لیا۔ سانپ کے ڈستے ہی پکتان کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے
اس کا گلا دبانا شروع کر دیا ہو اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا ملنا
شروع کر دیا۔

سانپ اس اثناء میں واپس کیبن میں آچکا تھا اس نے عنبر کو بتایا کہ وہ
پکتان کو ڈس آیا ہے عنبر اٹھ کر کیبن سے باہر آ گیا پکتان سیڑھیوں
کے پاس بے ہوش پڑا تھا عنبر نے اس کی جیب سے ہیرا نکالا اور واپس
اپنے کیبن میں آ کر سو گیا ناگ پھنی بھی دوبارہ انسانی شکل میں آ کر
اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

پکتان کو ہوش آیا تو دن نکل آیا تھا اور وہ اپنے کیبن میں بستر پر پڑا تھا
اور جہاز کے لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے ایک حکیم اس کے سر پر کوئی
روغن مل رہا تھا۔

حکیم نے پوچھا۔

آپ کی طبیعت کیسی ہے۔؟

کپتان نے کہنا چاہا کہ اچھا نہیں ہوں لیکن اس کی آواز اس کے حلق سے باہر نہ نکل سکی لوگ کپتان کے ہونٹوں کو ہلتا دیکھ رہے تھے مگر اس کی آواز کسی کو بھی سنائی نہ دے رہی تھی کپتان نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا تھام کر آنکھیں بند کر دیں اس کی آواز ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی تھی عنبر اور ناگ پھنی بھی اس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔

کپتان نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہا۔ مگر کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس کی آواز ہی غائب تھی پھر کسی کو کیا پتہ چلتا کہ وہ عنبر اور ناگ پھنی کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے ناگ پھنی اور عنبر کپتان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اوپر عرشے پر آ گئے۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور دور سکندر یہ بندرگاہ پر کھجور کے درختوں کی لیکر

نظر آنا شروع ہو گئی تھی۔
جہاز بندرگاہ پر پہنچنے والا تھا۔

پراسرار سپیرا

سکندریہ کی بندرگاہ پر اتر کر دونوں دوست ایک بچہ پر بیٹھ گئے ذرا آج سے سوا دو ہزار سال پہلے کی سکندریہ بندرگاہ کا تصور دماغ میں لائیں وہاں نہ کوئی بس سٹاپ ہے نہ ریل گاڑی، نہ موٹر کار اور ٹیکسی نہ ہوٹل نہ پارک نہ کوئی سینما ہاؤس نہ ریڈیو اسٹیشن اور ٹیلی ویژن اسٹیشن اور نہ کوئی ہوائی اڈہ کہ جہاں جہاز اتر رہے ہوں اور اڑ رہے ہوں پھر بھی یہ اس زمانے کی ایک بارونق بندرگاہ تھی اور چونکہ روم کا شہنشاہ سیزر سکندریہ ہی میں دربار لگاتا تھا اس لئے اس شہر میں اور زیادہ رونق ہو

گئی تھی ملک ملک کے لوگ وہاں اپنے اپنے خاص رنگین لباس پہنچے
چل پھر رہے تھے۔ بندرگاہ پر کتنے ہی جہاز کھڑے تھے مزدور کام کر
رہے تھے۔ بڑے بڑے رتھوں پر سامان لاداجار ہاتھانانبائی چل پھر
کر نان بچ رہے تھے۔

دریائے نیل کی مچھلیوں کے کباب بک رہے تھے سکندریہ کے میٹھے
تربو زبک رہے تھے دونوں دوست بندرگاہ پر کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد
شہر کی سیر کو نکل گئے وہ سیر تماشا دیکھتے ایک جگہ چھوٹے سے باغ میں
گھاس پر بیٹھ گئے۔ ناگ پھنی نے کہا

دوست یہاں رات کہاں بسر کریں گے؟ اس بارے میں بھی کچھ سوچا
ہے یا نہیں؟

عنبر نے مسکرا کر کہا۔

رب عظیم اس بارے میں خود ہی ہماری مدد کرے گا ابھی تو شام بھی

نہیں ہوئی ہمیں شہر کی سیر کرنی چاہیے۔

ناگ پھنی بولا

مجھے تمہاری فکر ہے میرا کیا ہے میں تو گھاس پر بھی سو جاؤں گا۔

عنبر نے کہا۔

دوست! میری فکر نہ کرو میں تنگی زمین پر بھی لیٹ کر رات گزار لوں گا
لیکن میں چاہتا ہوں کہ کسی آرام دہ جگہ پر سوؤں اور پھر سیزر کے دربار
کی شان دیکھوں میں نے شہنشاہ سیزر کی بڑی تعریف سنی ہے کہ اس کا
دربار بہت عظیم الشان ہے اور فرعون کے درباروں کی شان بھی اس
کے سامنے کچھ نہیں۔

ناگ پھنی بولا۔

یہ تم مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہو کیونکہ میں صرف دو سو برس سے زندہ ہوں
اور تم دو ہزار برس سے اس دنیا میں رہ رہے ہو تم نے فرعون کے دربار

دیکھے ہیں تم صحیح اندازہ لگا سکتے ہو کہ سیر کے دربار کی شان و شوکت
فرعون کے دربار سے کم ہے یا زیادہ..... لیکن سوال یہ ہے کہ
ہم رہیں گے کہاں؟
عنبر بولا۔

اس کا بھی انتظام اپنے آپ ہو جائے گا آؤ شہر کی سیر کریں۔
دونوں دوست باغ میں سے اٹھ کر شہر کی سیر کرنے لگے بازاروں میں
بڑی چہل پہل تھی لوگ آ جا رہے تھے دکانوں کے اندر لوہا رکام کر
رہے تھے پھل کی دکانوں پر پھل اور کپڑوں کی دکانوں پر کپڑا بک رہا
تھا چوک چوک میں پہاڑوں کی برف کا ٹھنڈا پانی فروخت ہو رہا تھا
ایک چوک میں کوئی سپیرا سانپ کا تماشا دکھا رہا تھا اس کے ارد گرد
لوگوں کی بھیڑ لگی تھی عنبر اور ناگ پھنی بھی وہاں آ کر کھڑے ہو گئے اور
سانپوں کا تماشا دیکھنے لگے سپیرا ایک بوڑھا سا سوکھا سوکھا کالا آدمی تھا

جس کی آنکھیں کبوتر کی آنکھوں کی طرح لال ہو رہی تھیں اس کے ارد گرد سانپوں کی کتنی ہی پٹاریاں رکھی تھیں ایک سیاہ ناگ درمیان میں بچھن پھیلائے کھڑا جھوم رہا تھا اور سپیرا بین بجا رہا تھا۔
اچانک سانپ نے اپنا بچھن سکیڑ لیا اور زمین کے ساتھ سمٹ کر بیٹھ گیا۔

سرخ آنکھوں والے سپیرے نے بین بجانا بند کر دی اور بڑے غور سے اپنے سانپ کو دیکھا اور پھر تعجب سے تھوڑا سا سر ہلا کر اسے پٹاری میں بند کر دیا اور کہا۔

بھائیو اس سانپ کا کرتب ختم ہوتا ہے یہ تھک گیا ہے اسی لئے بے چارہ کھڑے کھڑے خود ہی بیٹھ گیا۔ اب میں اسے بند کرتا ہوں اور آپ لوگوں کے سامنے دریائے نیل کے سب سے خطرناک سب سے مہلک اور سب سے بڑے کوبرا سانپ کا کرتب دکھاتا ہوں بھائیو

یہ سانپ دریائے نیل کے سانپوں کا سردار ہے اور اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ یہ اگر کسی کو کاٹ لے تو وہ شخص ایک پل کے اندر اندر مر جاتا ہے وہیں کھڑے کھڑے گر کر ہلاک ہو جاتا ہے یہ سانپ اسے اتنی مہلت بھی نہیں دیتا کہ وہ چل کر چار پائی پر ہی لیٹ جائے۔

اور سپیرے نے ایک سرخ رنگ کی پٹاری بیچ میں رکھ کر اس کے اوپر سے کپڑا اٹھا دیا اور بین بجانے لگا تھوڑی دیر تک وہ بین بجا تا رہا اور ایک ہاتھ پٹاری کے اندر ڈال کر سانپ کو چھیڑنے لگا۔ کہ وہ باہر آئے وہ بہت دیر تک کوشش کرتا رہا مگر سانپ باہر آنے کا نام نہیں لے رہا تھا سپیرا بین بجا بجا کر تنگ آ گیا حقیقت یہ تھی کہ سانپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس مجمع میں کوئی اور سانپ بھی انسانی شکل میں موجود ہے اور چونکہ انسانی شکل میں آنے والا سانپ طاقتور اور سب سے افضل اور اعلیٰ سانپ ہوتا ہے اس لئے اس کی موجودگی میں دوسرے سانپ

اس کا احترام کرتے ہیں اور اپنا پھن نہیں پھیلاتے مگر سپیرا یہ راز نہیں جانتا تھا وہ بار بار بین بجا رہا تھا اور پٹاری میں بند سانپ کو چھیڑے جا رہا تھا پٹاری والا سانپ دریائے نیل کا سردار سانپ تھا مگر وہ ناگ پھنی کے مقابلے میں چھوٹا سانپ تھا اس لئے وہ باہر نکلتے ہوئے گھبرا رہا تھا وہ ناگ پھنی سانپ کی بو برابر سونگھ رہا تھا۔

عنبر کا دوست ناگ پھنی سارا معاملہ سمجھ گیا اور لوگوں کے ساتھ مجمع میں کھڑا چپکے چپکے مسکرا رہا تھا اس نے عنبر کے کان میں سرگوشی کر کے سب کچھ بتا دیا کہ اصل معاملہ کیا ہے اور سانپ پٹاری سے باہر کیوں نہیں آ رہا؟ عنبر بھی اس نئے کھیل سے بہت خوش ہوا کہ سپیرا بین بجا بجا کر ہلکان ہوا جا رہا ہے سانپ باہر نکلتے کا نام تک نہیں لے رہا سپیرا جب تنگ آ گیا تو اس نے پٹاری الٹ دی پٹاری کا الٹنا تھا کہ سانپ زور سے پھنکارا اور پھن پھیلا کر سپیرے کے سامنے کھڑا ہو گیا

جس طرح کوئی دشمن دشمن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ سانپ سپرے سے ناراض ہو گیا ہے سپرے ابھی ایک ماہر جوگی تھا اس نے بھی ہار نہیں مانی اور سانپ کی طرف منہ کر کے بین بجانے لگا۔

لوگ اس مقابلے سے بہت خوش ہو رہے تھے غنبر اور ناگ پھنی بھی اس تماشے کو بڑی دل چسپی سے دیکھنے لگے سانپ نے اپنا پورا پھن پھیلا دیا تھا اور بڑے جوش کے عالم میں جھوم رہا تھا..... جھومتے جھومتے اس نے گول دائرے کی شکل میں چکر لگانا شروع کر دیا اب سانپ آگے آگے تھا اور سپرے اس کے پیچھے پیچھے بین بجاتے ہوئے چکر لگا رہا تھا۔

لوگ ڈر کر اپنی اپنی جگہوں سے پیچھے ہٹ گئے تھے سانپ برابر چکر کاٹ رہا تھا غنبر نے محسوس کیا کہ جب بھی سانپ ان کے سامنے سے

گزر رہا ہے تو تھوڑا سا جھک جاتا ہے اس کا پھن اپنے آپ سمٹ جاتا ہے پھر جب وہ آگے جاتا ہے تو پھن کو دو بارہ کھڑا کر لیتا ہے اس بات کو ناگ پھنی بھی دیکھ رہا تھا وہ خوب سمجھ رہا تھا کہ سانپ اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے ادب سے جھک جاتا ہے اس نئی تبدیلی کو سپیرے نے بھی محسوس کیا اور دل ہی دل میں حیران سا ہوا کہ اس کا سانپ ایسا کیوں کرتا ہے کہ لوگوں کے جملگھے میں ایک خاص جگہ پہنچ کر وہ جھک جاتا ہے۔

اب سپیرا سانپ کے پیچھے چکر لگاتے لگاتے ٹگ آ گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سانپ کہیں رک جائے مگر سانپ رکنے کا نام نہیں لیتا تھا وہ برابر چکر کاٹ رہا تھا سپیرے نے ایک جگہ پہنچ کر سانپ کو پیچھے سے ہاتھ ڈال کر پکڑ لیا جوں ہی اس نے سانپ کو پکڑا سانپ نے جھپٹ کر سپیرے کے انگوٹھے پر ڈس دیا سپیرے نے تڑپ کر سانپ

کو چھوڑ دیا اور انگوٹھا پکڑ کر بیٹھ گیا سانپ پٹاری کے پاس بیٹھ گیا اور
پھن پھیلائے جھومنے لگا سپیرے کا رنگ سیاہی مائل تو پہلے ہی تھا اب
نیلا پڑنے لگا۔

اس نے جلدی سے اپنی پٹاری میں سے کچھ دوائیاں نکال کر جہاں
سانپ نے کاٹا تھا وہاں لگائیں مگر کوئی اثر نہ ہوا لوگ اس کے قریب آ
گئے کسی نے کہا اسے حکیم کے پاس لے چلو کسی نے کہا اس کا انگوٹھا
کاٹ دیا جائے مگر سانپ نے پھنکار مار کر سب کو وہاں سے بھگا دیا
آخر ناگ پھنی نے جب دیکھا کہ سپیرے کے بچنے کی کوئی امید نہیں تو
وہ آگے بڑھ کر سپیرے کے قریب آ گیا۔

اس کا قریب آنا تھا کہ سانپ نے فوراً اپنا پھن سکڑ لیا اور چپکے سے
کھسک کر پٹاری کے اندر چلا گیا۔

سپیرازمین پر لیٹ گیا تھا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا تھا اس کے

سانس اکھڑنا شروع ہو گئے تھے ناگ پھنی نے سپیرے کا انگوٹھا پکڑ کر اسے غور سے دیکھا اور جہاں سانپ نے کاٹا تھا اس زخم کو منہ کے ساتھ لگا کر سارا زہر چوس کر باہر تھوک دیا زہر کے تھوکتے ہی سپیرے کی حالت سنبھلنے لگی اور تھوڑی دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور ناگ پھنی کی طرف دیکھ کر بولا۔

تم نے میری جان بچائی بیٹا! میں تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔
عنبر نے جیب سے کوئی دوائی نکال کر سپیرے کو پلائی سپیرا بھلا چنگا ہو کر اٹھ بیٹھا اس نے سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں بند کرنا چاہا تو ڈر گیا حالاں کہ سانپ الٹی پلٹی پڑی پٹاری کے نیچے تھا مگر اس کی جرات نہ پڑ رہی تھی کہ وہ دریائے نیل کے زہریلے سانپ کی پٹاری کو سیدھا کر دے ناگ پھنی نے کہا۔

ٹھہرو اسے میں پٹاری میں بند کر دیتا ہوں۔

اور ناگ پھنی نے بڑے آرام سے پٹاری کو سیدھا کیا زمین پر پڑے ہوئے سانپ کو اٹھایا اور پٹاری میں ڈال کر بند کر دیا سانپ نے اس کے ہاتھ میں ذرا سی بھی حرکت نہ کی یوں لگا جیسے سانپ میں جان ہی باقی نہ رہی ہو سپیرے نے پوچھا۔

بیٹا! تم کون ہو اور سکندر یہ میں کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟
ناگ پھنی نے کہا۔

میرا نام یورکا ہے بابا۔ یہ میرا دوست حکیم عنبر ہے ہم دونوں ٹرائے سے ایک بحری جہاز میں ملازم ہو گئے مگر راستے میں جہاز کے کپتان سے ہماری لڑائی ہو گئی اس نے ہمیں نوکری سے جواب دے دیا اب ہم سکندر یہ میں بے کار پھر رہے ہیں ہمارے پاس تو سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں ہے۔
سپیرے نے کہا۔

میرے بچو۔! اگر چہ میں غریب ہوں لیکن جب تک ٹھکانے کی تمہیں کوئی جگہ نہیں ملتی تم میرے جھونپڑے میں رہ سکتے ہو وہاں سوائے میرے اور میری بیٹی کے اور کوئی نہیں ہے میری بچی ہم تینوں کے لئے کھانا پکایا کرے گی جو روکھی سوکھی ہم کھاتے ہیں وہ تم بھی کھا لیا کرنا۔ ناگ پھنی نے کہا۔

تم کہاں اتنی تکلیف اٹھاؤ گے بابا! ہم کسی اور جگہ پڑ جائیں گے۔ سپیرا بولا۔

نہیں بیٹا! مجھے کیا تکلیف ہوگی بھلا، اور پھر اتنے بڑے شہر میں تم کہاں مارے مارے پھرو گے مجھے خوشی ہوگی کہ تم میرے ہاں ٹھہرو۔ تم نے میری جان بچائی ہے میرا فرض ہے کہ میں تمہاری ہر خدمت کروں۔

آخر عمر نے ناگ پھنی سے کہا۔

اگر باباجی کا بہت اصرار ہے تو جب تک ہمیں کوئی اور جگہ نہیں ملتی ہم ان ہی کے پاس ٹھہر جاتے ہیں۔
چنانچہ عنبر اور ناگ پھنی سپیرے کے ساتھ اس کے جھونپڑے میں آ گئے۔

سپیرے کا جھونپڑا شہر سے ایک جھیل کے کنارے درختوں میں بنا ہوا تھا اس کی اکلوتی بیٹی سانپوں کے مرتبانوں میں دودھ اور شہد ڈال رہی تھی جب عنبر اور ناگ پھنی وہاں پہنچے بابا نے اپنی بیٹی سے مہمانوں کو ملایا اور کہا۔

یہ میری بڑی بیٹی رانی ہے میں اسے پیار سے ناگ رانی کہا کرتا ہوں سارے سانپ اس کے دوست ہیں اسے کچھ نہیں کہتے یہی ان سب کو دودھ اور شہد ڈالتی ہے۔

پھر سپیرے نے اپنی بیٹی کو سارا قصہ بیان کیا کہ کس طرح اس لڑکے

یورکا ”ناگ بھنی“ نے اس کی جان بچائی دریائے نیل کے سانپ نے
اسے کاٹ لیا تھا اگر یورکا زہر نہ چوستا تو وہ مر چکا ہوتا۔
سپیرے کی بیٹی نے ناگ بھنی کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔
آپ لوگوں کو میں آج سے اپنا بھائی سمجھوں گی میرے بابا کی جان بچا
کر آپ نے ہمیشہ کے لئے ہماری دعائیں حاصل کر لی ہیں ہم غریب
ضرور ہیں مگر ہمارے دل بڑے کھلے ہیں آپ کو یہاں کسی قسم کی
تکلیف نہیں ہوگی اس جھونپڑی میں آپ کے گھر کا آرام تو نہ ملے
گا لیکن میں کوشش کروں گی کہ میرے بھائیوں کو یہاں کسی قسم کی کوئی
تکلیف نہ ہونے پائے۔
عنبر نے کہا۔

میری بہن تمہارا بہت بہت شکریہ۔ ہم اس شہر میں روزگار کی تلاش کر
رہے ہیں، جوں ہی ہمیں کوئی اور جگہ مل گئی ہم تمہارا شکریہ ادا کر کے

یہاں سے چلے جائیں گے۔

دوپہر ہو گئی تھی۔

سپیرے کی بیٹی رانی نے زمین پر ناریل کے پتوں کی چٹائی بچھا کر مٹی کی رکابیوں میں شہد، مکئی، کی روٹیاں اور ابلی ہوئی شکر قندی رکھ دی اور کہا۔

غریبوں کا کھانا حاضر ہے بھائیو۔ کاش میں آپ کے لئے اس سے بہتر کھانا پکا سکتی۔

عنبر نے کہا۔

ایسا نہ کہو بہن۔ ہمارے لئے یہی سب کچھ ہے۔

عنبر اور ناگ پھنی نے سپیرے اور اس کی بیٹی کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے درختوں کے نیچے لیٹ گئے دوسری طرف سپیرے نے اپنی بیٹی سے کہا۔

میں ایک بات پر بڑا حیران ہوں کہ سانپ جب بھی ان دونوں لڑکوں کے پاس چکر لگاتے ہوئے جاتا تھا تو اپنا پھن کیوں سمیٹ لیتا تھا اور پھر وہ ان کو دیکھ کر پٹاری میں سے باہر کیوں نہیں نکلتا تھا مجھے تو شک ہے کہ ان دونوں سے ایک لڑکا ضرور سانپوں کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے رانی بولی۔

مگر بابا میں نے ان دونوں کو غور سے دیکھا ہے وہ تو ہم انسانوں کی طرح آنکھیں جھپک رہے تھے یہ تمہارا وہم ہے بابا۔ یہ دونوں عام انسان ہے بھلا تم سے زیادہ کوئی اور کون سانپوں کی دنیا کا بادشاہ ہو سکتا ہے بابا۔

ایسا نہ کہو بیٹی اس دنیا میں ایک سے ایک بڑھ کر رہتا ہے۔

ادھر عنبر ناگ پھنی سے کہہ رہا تھا۔

ہم زیادہ دیر اس جھونپڑے میں نہیں رہ سکتے دوست! میں ان

جھونپڑوں میں رہنے کے لئے پیدا نہیں ہوا مجھے دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے ہیں اور میں دنیا میں ہمیشہ بڑے بڑے کام کرتا آیا ہوں میرا تعلق راجوں، مہاراجوں، اور بادشاہوں سے رہا ہے اور میں نے ہمیشہ اونچی فضاؤں میں پرواز کی ہے جس طرح عقاب ایک ایسا پرندہ ہے کہ صرف اونچی چٹانوں پر ہی بسیرا کرتا ہے اس طرح میں نے بھی ہمیشہ بلند یوں کے خواب دیکھے ہیں اور بلندیوں پر رہا ہوں اس لئے ہمیں جلدی یہاں سے کوچ کرنے کے بارے میں غور کرنا ہے۔

ناگ پھنی بولا۔

دوست میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں بلکہ پیچھے پیچھے ہوں جب اور جس وقت کہو گے میں یہاں سے تمہارے ساتھ اٹھ چلوں گا۔

عنبر نے فیصلہ کر لیا کہ وہ بہت جلد اس جھونپڑے سے نکل چلیں گے۔

رات کو عنبر اور اس کا دوست ناگ پھنی جھونپڑے کے پچھواڑے کھجور

کی چٹائیوں پر سو گئے سپیر اور اس کی بیٹی جھونپڑے کے سامنے سوئے
 آدھی رات کوناگ بھنی نے دیکھا کہ سپیر اس کی چٹائی کے ارد گرد پھر
 رہا تھا وہ چپکے چپکے اسے تکتا رہا چھ سات چکر لگانے کے بعد اس نے
 راکھ کی ایک چٹکی لے کر ناگ بھنی کے سر ہانے ڈال دی اور وہاں
 سے چلا گیا صبح اٹھ کر ناگ بھنی نے دیکھا کہ راکھ کی ایک چٹکی اس
 کے سر ہانے پڑی تھی اس نے عنبر کو سارا واقعہ سنایا اور کہا۔
 سپیرے کو مجھ پر شک ہو گیا ہے اگر اس نے میرے خلاف کوئی عمل کرنا
 چاہا تو مارا جائے گا اسے ابھی میری طاقت کا اندازہ نہیں۔

قلو پطرہ

اگلے روز دونوں دوست سکندر یہ شہر کو نکل گئے۔

عمر یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ شہنشاہ سیزران دنوں کس شہر میں ہے عمر نے یہی سوچا تھا کہ اگر سیزر سکندر یہ میں ہی ہو تو وہ دربار میں اس تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا شہر میں پہنچ کر وہ ایک قہوہ خانے میں پہلے گئے یہاں رومی فوج کے کچھ سپاہی بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ یہ قہوہ خانہ ایک مصری بوڑھے کا تھا کچھ مصری گاہک بھی وہاں پر تھے اتفاق سے مصری گاہکوں میں سے کسی ایک نے یہ کہہ دیا کہ سیزر ایک نائیل بادشاہ ہے اور وہ مصر کو ہڑپ کرنے والا ہے بس پھر کیا تھا۔ رومی فوج کے سپاہی پھر گئے اور انہوں نے دیکھتے دیکھتے دو مصریوں کو

قتل کر دیا اور وہاں سے فرار ہو گئے لوگ وہاں کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے اور رومی فوج کے ظلم کا ذکر کرنے لگے۔ عنبر کو مصریوں کے قتل ہونے کا بہت غم تھا شاید اسی لئے کہ وہ خود مصری تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ وہ مطمئن رہیں۔

میں سیزر کے دربار میں مصریوں کے قتل کا مقدمہ لڑوں گا اس بھیا نک قتل کے خلاف دہائی دوں گا اور قاتلوں کو سزا دلواؤں گا۔

مصری عوام نے عنبر کے حق میں نعرے لگائے اور عنبر نے اگلے روز شہنشاہ سیزر کو ملنے کا طے کر لیا ناگ پھنی نے اسے کہا۔

دوست! ہمیں دوسروں کی مصیبت میں ٹانگ اڑانے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔؟ ہو سکتا ہے شہنشاہ سیزر کو یہ بات بری لگے کہ ہم اس کے فوجیوں کے خلاف شکایت لے کر آئے ہیں۔
عنبر نے کہا۔

قبر کی آواز

دیکھا جائے گا میں سچ کی آواز ضرور بلند کروں گا۔
 ناگ پھنی کو عنبر کی آواز کی یہ بات کچھ زیادہ پسند نہ آئی کیونکہ اس کے
 خیال میں عنبر سچ کی آواز کم اور مصریوں کی آواز زیادہ بلند کر رہا تھا۔
 سیاسی اعتبار سے عنبر کو مصریوں کے بارے میں یہ رویہ اختیار نہیں کرنا
 چاہیے تھا کیونکہ سیزر ایک بہت بڑا شہنشاہ تھا بلکہ اس وقت دنیا کا
 سب سے بڑا بادشاہ تھا ساری دنیا اس کے نام سے کانپتی تھی اور مصر کا
 سارا علاقہ سوائے ایک شہر تھیس کے اس کے قبضے میں تھا تھیس پر
 ایک کمزور فرعون حکمران تھا جو قلو پطرہ کا بھائی تھا۔
 سیزر کے لئے تھیس کو فتح کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔
 ان حالات میں عنبر کو خواہ مخواہ شہنشاہ سے دشمنی مول نہیں لینی چاہیے تھی
 اس نے عنبر کو سمجھانے کی کوشش بھی کی مگر اس کے ذہن میں ناگ پھنی
 کی یہ بات نہ آئی اور وہ بدستور اپنی ضد پر اڑا رہا کہ وہ سیزر کے پاس

رومی فوجوں کی شکایت لے کر ضرور جائے گا شاید عنبر کو کوئی بہانہ ملنا چاہیے تھا کہ وہ سیزر کے دربار میں پہنچے مگر ناگ پھنی کے خیال میں شہنشاہ روم کے دربار میں پہنچنے کا یہ ایک بڑا خطرناک بہانہ تھا۔

ادھر یہ پروگرام بن رہا تھا اور ادھر نیل کی جادوگر نی مصر کے فرعون کی بہن قلوپطرہ اپنے وفادار غلام کے ساتھ سیزر کو ملنے گھر سے چل پڑی تھی اس نے اپنے آپ کو ایک ریشمی قالین میں لپیٹ کر رکھا تھا یہ قالین غلام کلاؤس نے مزدوروں کے سروں پر اٹھوار کھا تھا شہنشاہ روم کے محل کے باہر پہنچ کر اس نے بادشاہ کو پیام بھجوایا کہ فرعون مصر کی بہن قلوپطرہ نے بادشاہ کی خدمت میں ایک تحفہ بھیجا ہے۔

سیزر نے غلام کو اندر بلا لیا۔

شہنشاہ روم سیزر کا دربار بیک وقت سادگی اور شان و شوکت کا مجموعہ تھا دربار پر ایک ہیبت اور جلال طاری تھا رومن سینٹ کے ممبران دونوں

جانب قطار اندر قطار بیٹھے تھے ملک ملک کے سفیر بھی رنگ رنگ
لباس میں وہاں موجود تھے سیزر سرخ اور سفید ریشمی لبادے میں ملبوس
تخت پر بیٹھا تھا اس کے سر پر سونے کا تاج تھا اور ہاتھوں میں بیش
قیمت جواہرات جڑی انگوٹھیاں تھیں۔
غلام کلاڈیس نے جا کر ادب سے کورنش بجالائی۔
سیزرنے کہا۔
کیا تم قلو پطرہ کے غلام ہو؟
غلام نے سر جھکا کر کہا۔
جی ہاں بادشاہ روم
سیزرنے اپنے پاس ہی بیٹھے اپنے وزیر بروٹس سے کچھ مشورہ کیا اور
پھر غلام سے کہا۔
کیا تم قلو پطرہ کی طرف سے ہمارے لئے تحفہ لائے ہو؟

جی ہاں بادشاہ زماں۔

بروٹس وزیر نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

تحفہ پیش کیا جائے۔

غلام نے تالی بجائی پردہ ایک طرف ہٹا اور بیس پچیس غلام کندھوں پر
تہہ کیا ہوا ایک بہت بڑا قالین لے کر اندر داخل ہوئے سیزر اور
بروٹس بڑا حیران ہوا کہ مصر کی قلو پطرہ نے اگر سیزر کے لئے صرف
ایک قالین کا تحفہ بھیجا ہے تو اس نے روم کے شہنشاہ کے ساتھ مذاق
کرنے کی جرات کی ہے غلاموں نے قالین کو زمین پر رکھ کر اسے
کھولنا شروع کر دیا جب قالین سارے کا سارا کھل گیا تو اس میں سے
قلو پطرہ نکل کر انتہائی خوب صورت لباس میں ملبوس سامنے آن کھڑی
ہو گئی۔

اس نے بڑی شان سے جھک کر سیزر کو سلام کیا۔

مصر کی قلوپطرہ شہنشاہ روم کی خدمت میں حاضر ہے۔
 سیزر بروٹس اور سارے درباری یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔
 سیزر نے قلوپطرہ کا یہ انداز بہت پسند کیا۔ اس نے تخت پر سے اٹھ کر
 قلوپطرہ کے ساتھ ہاتھ ملایا اور کہا۔
 اسے نیل کی ساحرہ ہم نے تمہارے بارے میں جو سنا تھا وہ ٹھیک ہی
 سنا تھا تم واقعی ایک عجیب و غریب عورت ہو ہم سکندر یہ کی زمین پر
 تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔
 قلوپطرہ نے اپنی ہوشیار نظروں سے دربار میں بروٹس کو دیکھا اور کہا۔
 اے شہنشاہ روم یہ کنیز آپ کے پر تپاک خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتی
 ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے شاہی دربار میں بھی مجھے کچھ
 عجیب و غریب لوگ نظر آ رہے ہیں۔
 قلوپطرہ کا اشارہ سیزر کے وزیر بروٹس کی طرف تھا جو خاموش نگاہوں

سے قلو پطرہ کی طرف دیکھ رہا تھا سیزر ہنس پڑا اور بولا۔
عجیب و غریب لوگ دنیا کے ہر خطے میں موجود ہوتے ہیں۔ قلو پطرہ
آؤ ہم تمہیں اپنی بیگم سے ملاتے ہیں۔
قلو پطرہ بروٹس کو گہری نظروں سے تکتی ہوئی سیزر کے ساتھ اس کی ملکہ
سے ملنے محل کے اندر چلی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ بروٹس نے قلو پطرہ کا دربار میں آنا پسند نہیں کیا تھا وہ
پہلی ہی نظروں میں بھانپ گیا تھا کہ قلو پطرہ کا دربار میں آنا بد شگون
کی علامت ہے یعنی قلو پطرہ کے آنے سے شہنشاہ روم سیزر کے برے
دن شروع ہو گئے ہیں مگر وہ خاموش رہا وہ سیزر کی عادت سے واقف
تھا کہ وہ ایک ضدی اور اپنی مرضی کا مالک بادشاہ تھا اسے اگر کوئی شے
پسند آجائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے اس کے خلاف نہیں کر سکتی
اس نے قلو پطرہ کو پسند کر لیا تھا اور اب قلو پطرہ کے خلاف وہ کوئی بات

نہیں سن سکتا تھا۔

بروٹس نے اپنے ساتھیوں اوکے دین وغیرہ سے مشورہ کیا کہ سیزر کو مصر کی جادوگر فی سے کس طرح بچایا جائے کیونکہ اگر قلو پطرہ کا اثر و رسوخ بڑھ گیا تو روم کی سلطنت کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔..... اوکے دین بھی ایک محب وطن رومی سردار تھا وہ بھی بروٹس کی طرح یہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ رومی حکومت کو کوئی آنچ آئے اسے بھی معلوم تھا کہ سیزر ایک محب وطن مگر جذباتی بادشاہ ہے ہو سکتا ہے وہ جذبات کی رو میں بہہ کر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے جو رومی سلطنت کے لئے نقصان کا باعث بن جائے اس نے بروٹس سے کہا۔

سیزر کو ابھی کچھ نہیں کہنا چاہیے ہمیں ابھی کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

بروٹس نے مسکرا کر کہا۔

تم نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے مگر یاد رکھو اوکتے دین قلو پطرہ ایک انتہائی ہوشیار عورت ہے وہ مصر کا لمبا سفر طے کر کے یونہی سکندریہ میں داخل نہیں ہوئی وہ اپنے ساتھ ایک عظیم مقصد لے کر آئی ہے ہمیں اس مقصد میں اسے کامیاب نہیں ہونے دینا چاہیے۔
ایسا ہی ہوگا بروٹس۔

رومی دربار کے دوسرے سرداروں نے بھی اوکتے دین کی ہاں میں ہاں ملائی اور انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ وہ روم کے وقار اور عزت پر حرف نہیں آنے دیں گے اور سیزر کو کوئی ایسی حرکت نہیں کرنے دیں گے جس سے روم کی عظیم الشان سلطنت کو ٹھیس پہنچے۔

سینر نے قلو پطرہ کو بڑی شان کے ساتھ اپنی بیگم ملکہ روم کے پاس حرم میں لے گیا ملکہ نے قلو پطرہ کو سینر کے ساتھ اندر داخل ہوتے دیکھ کر ہرگز پسند نہ کیا مگر سینر کے سامنے وہ بھی ایک لفظ زبان سے نہ نکال سکتی تھی اس نے مسکرا کر قلو پطرہ کا استقبال کیا اور کہا۔
فرعون کی بہن قلو پطرہ کو ملکہ روم خوش آمدید کہتی ہے۔
سینر نے اعلان کیا۔

آج کی رات قلو پطرہ کے لئے ایک شاندار دعوت دی جائے۔
چنانچہ اس رات سارے محل میں قلو پطرہ کے آنے کی خوشی میں ایک شاندار جشن منایا گیا دعوت میں روم کے سارے معزز لوگوں نے شرکت کی اوکے دین اور بروٹس بھی وہاں موجود تھے انہوں نے اس دعوت کو پسند نہ کیا مگر وہ خاموش رہے صرف بروٹس نے سینر سے کہا۔
بادشاہ سلامت! سینر کو یہ عورت مبارک ہو مگر مصر کی ایک عورت کے

لئے اتنے بڑے اہتمام کی کیا ضرورت تھی؟
 سیزر کو بروٹس کا یہ فقرہ برا لگا۔ اس نے ماتھے پر سلوٹیں ڈالتے ہوئے
 کہا۔
 بروٹس۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قلوپطرہ ایک عام عورت ہے؟ نہیں وہ مصر کی
 دیوی ہے وہ ایک عظیم الشان عورت ہے۔
 بروٹس نے زیادہ بات کرنی مناسب نہ سمجھی وہ خاموش ہو گیا سیزر
 دوسرے درباریوں سے باتیں کرنے لگا۔ قلوپطرہ نے دور سے
 بروٹس کو سیزر کے ساتھ باتیں کرتے اور پھر سیزر کو نفرت کے ساتھ
 جواب دیتے دیکھ لیا تھا ہوشیار قلوپطرہ فوراً سمجھ گئی تھی کہ بروٹس نے
 اس کی مخالفت کی ہے جسے سیزر نے پسند نہیں کیا۔
 اسے پہلے روہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ بروٹس قلوپطرہ کو پسند نہیں کرتا
 مگر قلوپطرہ ایک زیرک اور جہاں دیدہ عورت تھی قدرت نے اس کے

اندر بعض ایسی خوبیاں بھردی تھیں جو عام عورتوں میں نہیں ہوتیں وہ ایک آدمی کو دیکھ کر ہی اس کے دل کا حال معلوم کر لیتی تھی اس میں اتنی قابلیت تھی کہ وہ کسی آدمی کو اپنے سانپے میں ڈھال سکے چنانچہ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ بروٹس اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دے گی۔

سینر اس وقت یونان کے تاجروں کے ساتھ اور قلوپٹرہ چین کی شہزادیوں کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں بروٹس نے اوکے دین اور اپنے ساتھیوں کو ایک طرف بلا کر کہا۔

سینر پر قلوپٹرہ کا جادو چڑھ گیا ہے وہ کسی کی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتا ہمیں اب ہوشیار رہنا ہوگا اور روم کے وقار کے خلاف قلوپٹرہ کے ہر حملے کو ناکام بنا دینا ہوگا۔

کیا سینر خود اس بات کو محسوس نہیں کرتا کہ وہ قلوپٹرہ کے پنجے میں

پھنستا جا رہا ہے؟

نہیں۔ اس وقت وہ اسے محسوس نہیں کر سکتا لیکن بہت جلد ہم اسے سوچنے پر مجبور کر دیں گے کہ وہ شاہی رومی سلطنت اور رومی قوم کے حق میں ٹھیک رویہ اختیار کرے۔

ادھر شاہی محل میں قلو پطرہ کی شان میں دعوت ہو رہی تھی اور ادھر پر اسرار پیر اپنی بیٹی رانی سے کہہ رہا تھا۔

رات میں نے یورکا ”ناگ پھنی“ پر اپنا عمل کیا تھا مگر اس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے وہ کوئی جادوگر ہے میں اس سے اس کا سارا جادو چھین کر خود حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ میرا بڑا سردار سانپ اسے ڈسے اور جب وہ مر جائے تو اس کا سر کاٹ کر اپنی پٹاری میں چالیس روز تک بند رکھوں یہ سر جب خشک ہو کر چھوٹا ہو جائے گا تو اس نوجوان لڑکے کا سارا جادو خود بخود میری

پٹاری میں آجائے گا۔

اس کی بیٹی نے کہا۔

تو پھر کون سا وقت دیکھ رہے ہو بابا۔ یہ گھڑی دوبار نہیں آئے گی اس

وقت جادو کی چھڑی ہماری جھونپڑی میں اپنے آپ آگئی ہے۔

سپیرے نے کہا۔

میں آج رات یور کا پرسانپ چھوڑ دوں گا۔

ناگ پھنی اور عنبر کو پر اسرار سپیرے کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا کہ

وہ انہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا چکا ہے وہ شام کو جھونپڑے میں

واپس آگئے تو سپیرے نے بڑی خوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور

کہا۔

آج میری بیٹی رانی نے تمہارے لئے دریائے نیل کے کنلوں کے بیج

پکائے ہیں امید ہے تمہیں پسند آئیں گے۔

عبر نے کہا۔

ضرور، ضرور۔

کھانے پر انہوں نے کنول کے بیج کا سالن بہت خوش ہو کر کھایا یہ سالن واقعی بہت مزے دار تھا لیکن انھیں بالکل خبر نہ تھی کہ سپیرے نے اس سالن کے اندر ایک ایسی دوا ڈالی ہے جو بہت زیادہ نیند لاتی تھی اور آدمی کو سوتے میں بالکل ہوش نہیں رہتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

اب بھلا اس سپیرے کو کیا خبر تھی کہ وہ دونوں کسی دوسری دنیا کے آدمی ہیں ایک تو سانپ ہے اور دوسرا دو ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا تھا۔ چنانچہ رات کو وہ بڑے آرام سے سو گئے سپیرے کا خیال تھا کہ وہ بے ہوش ہو چکے ہیں اس نے پٹاری میں سے سانپ نکال کر چھوڑ دیا اور خود ایک طرف اندھیرے میں کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگا۔

سانپ سیاہ ناگ تھا وہ پھن پھیلائے عنبر کی طرف بڑھنے لگا عنبر گہری
 نیند سو رہا تھا اس نے لپک کر عنبر کو ڈس لیا۔..... ناگ پھنی کی
 آنکھ کھل گئی ظاہر ہے عنبر کو کچھ بھی محسوس نہ ہوا تھا وہ اسی طرح سو رہا تھا
 ناگ پھنی کو سپیرے کی کمینگی پر بے حد غصہ آیا اب سانپ ناگ پھنی کو
 ڈسنے کے لئے آگے بڑھنا ناگ پھنی نے ایک زوردار پھنکار ماری اور
 بہت بڑے اثر دہا کی شکل میں سامنے آ کر سانپ کو نگل گیا اور سپیرے
 کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زمین سے پانچ فٹ اوپر اٹھ کر کھڑا ہو
 گیا۔

سپیرے نے جب ناگ پھنی کو اپنی آنکھوں سے انسان سے سانپ
 میں بدلتے اور اس کے زہریلے سانپ کو نگلتے دیکھا تو اس کی ٹانگیں
 تھر تھر کاپنے لگیں اس کا سارا بدن پسینے میں تر ہو گیا اس نے ہاتھ
 جوڑے اور دو زانو ہو کر زمین پر گر پڑا۔

اے سانپوں کے بادشاہ مجھے معاف کر دے۔
 عنبر بھی ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا اور رانی بھی بھاگ کر وہاں آ گئی اس نے
 اپنے باپ کے سامنے ایک خوف ناگ اثر دھے کو دیکھا تو وہ بھی کاپنے
 لگی سپیرے نے کہا۔
 اے سانپوں کے بادشاہ میرے سانپ نے تمہارے ساتھی کو بھی ڈس
 دیا ہے میں ابھی اس کا زہر چوس کر پھینک دیتا ہوں۔
 اس پر عنبر نے کہا۔
 فکر نہ کرو، تمہارا زہر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
 ناگ پھنی ایک دم پھنکار کر ایک بار پھر انسانی روپ میں آ گیا اب تو
 سپیرے اور اس کی بیٹی نے سجدہ کر دیا وہ تو حیران و ششدر رہ گئے
 تھے کہ انہوں نے دو سو برس تک زندہ رہنے والے سانپ کو اپنی
 آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ وہ ہاتھ جوڑ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ

رہے تھے۔

ناگ پھنی نے کہا۔

میں تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ تم کسی

انسان کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی ہمت نہ کرو گے۔؟

میں وعدہ کرتا ہوں۔

میں بھی وعدہ کرتی ہوں۔

اور دونوں باپ بیٹی سجدے میں گر گئے۔

نیل کی جادو گر نی

عنبر کے سانپ دوست ناگ پھنی نے صبح اٹھتے ہی عنبر سے کہا۔
ہمیں اب اس جھونپڑے کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اس
سپیرے پر میرے سانپ ہونے کا راز کھل گیا ہے میں اسے ہلاک کر
دینا چاہتا تھا مگر اس کی جوان بیٹی کی خاطر اسے ہلاک نہیں کر رہا بہتر
یہی ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔
جیسے تمہاری مرضی۔

چنانچہ اسی روز عنبر اور ناگ پھنی وہاں سے نکل گئے بوڑھا سپیرا انہیں
دیکھتا ہی رہ گیا جب وہ چلے گئے تو اس نے اپنی بیٹی سے کہا۔

بیٹی ہم نے ایک بہت بڑا سنہری موقع کھو دیا ہے سانپوں کا شہنشاہ
ہمارے گھر آیا اور چلا گیا کاش میں اس سے زمین کے اندر چھپے
ہوئے خزانے کا راز پوچھ سکتا جو اس کو معلوم ہے۔

سپیرے کی بیٹی نے بھی بہت افسوس کیا مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے
ناگ پھنی ان کے جھونپڑے سے نکل کر بہت دور جا چکا تھا پھر بھی
سپیرے نے فیصلہ کر لیا کہ وہ سکندر یہ شہر میں ناگ پھنی کا پیچھا کرتا
رہے گا۔

اگر اس نے اسے خزانے کا راز بتا دیا تو وہ اس پر آگ پھینک کر اسے
ہمیشہ کے لئے ختم کر دے گا یہ صرف پر اسرار مکار سپیرے کو ہی معلوم
تھا کہ ایسا سانپ جو ہر قسم کی شکل بدل لے صرف آگ ہی سے ہلاک
ہو سکتا ہے اس نے پٹاری بغل میں دبائی اور ناگ پھنی کی تلاش میں
نکل کھڑا ہوا۔

ناگ پھنی کو بھی خطرے کا احساس ہو چکا تھا وہ جانتا تھا کہ سپیرا سے آگ میں جلا ڈالنے کے راز سے واقف ہے اور وہ ضرور کوشش کرے گا کہ ناگ پھنی کو نقصان پہنچائے وہ سپیرے کو ضرور مار ڈالتا اگر اسے اس کی اکلوتی بیٹی کا خیال نہ آتا زندگی میں پہلی بار اس نے انسانوں کی طرح سوچ کر کوئی فیصلہ کیا تھا بہر حال اس وقت وہ اپنے دوست عنبر کے ساتھ سکندریہ شہر کی ایک کارواں سرائے کے باہر کھڑا تھا۔

اگر پیسوں کا کوئی مناسب انتظام نہ ہو سکا تو میں اپنا ہیرا بیچ دوں گا۔ عنبر کی اس بات پر ناگ پھنی نے مسکرا کر کہا۔

میرے محسن دوست! یہ وقت کبھی نہیں آئے گا آخر زمین کے اندر وہ خزانے جن کا مجھے علم ہے کس روز کے لئے پڑے ہیں میں ان میں سے جس قدر دولت چاہے حاصل کر سکتا ہوں۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر خزانوں کی کھدائی میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔

فکر نہ کرو کچھ خزانے میں زمین کے اوپر بھی دیکھ رہا ہوں میں ان میں سے ضرورت کے مطابق اشرفیاں حاصل کر لوں گا۔

تمہاری مرضی ہے ویسے مجھے اس کی ضرورت نہیں میں بیماروں کا علاج کر کے بھی تمہاری اور اپنی روزی کما سکتا ہوں۔

دونوں دوست سرائے کے مالک کے پاس گئے ان کا لباس معمولی قسم کا تھا اس لئے مالک نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دی ناگ پھنی نے آگے بڑھ کر کہا۔

ہم روم سے آئے ہیں اور یہاں کچھ روز قیام کرنا چاہتے ہیں۔
سرائے کے مالک نے کہا۔

تم روم سے آئے ہو یا یمن سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا سوال یہ ہے کہ کیا تمہارے پاس سرائے میں ٹھہرنے کے لئے اشرفیاں ہیں۔؟

عنبر نے کہا۔

ہمارا نوکر سامان وغیرہ لے کر کل پہنچ رہا ہے ہم کل آپ کو کرایہ ادا کر دیں گے۔

میاں اپنا راستہ ناپوتم جیسے سوداگر میں نے بہت دیکھے ہیں سرائے کے مالک نے اتنا کہہ کر ناگ پھنی کو آگے بڑھنے کے لئے کہا آخر ناگ پھنی سے نہ رہا گیا اس نے کہا۔

جناب عالی! ہم پر اعتبار کیجئے ہم کل آپ کو کرایہ کی ایک ایک پائی ادا کر دیں گے۔

مگر سرائے کا مالک تو ایک ہی ضدی اور لالچی شخص تھا وہ یہی رٹ لگائے جا رہا تھا کہ کرایہ پیشگی دو گے تو سرائے میں ٹھہرنے کی اجازت دوں گا ورنہ یہاں سے چلتے بنو۔ ناگ پھنی کو غصہ آ گیا اس نے کہا۔ اچھا جناب دیکھتا ہوں۔ آپ کے باقی مسافر یہاں کس طرح رہتے

ہیں ابھی سارے کے سارے آپ کی سرائے چھوڑ کر بھاگ جائیں
گے اور آپ کی سرائے خالی ہو جائے گی۔
سرائے کے مالک نے گرج کر کہا۔

چلو چلو اپنا کام کرو۔ آجاتے ہیں لفنگے اٹھائی گیرے کہیں کے۔ ناگ
پھنی اسے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عنبر نے اسے روک دیا اور پرے لے
گیا اس نے ناگ پھنی کو سمجھایا کہ خواہ مخواہ سرائے کے مالک سے
جھگڑنے سے کیا فائدہ جب کہ ان کے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی
نہیں ہے ناگ پھنی بڑے غصے میں تھا اور عنبر سے بار بار یہی کہہ رہا تھا
کہ میں سرائے کے مالک کو اس کی گستاخی کی ضرور سزا دوں گا۔ اور
اسے بتاؤں گا کہ شریف لوگوں سے بدتمیزی کے ساتھ گفتگو نہیں کی
جاتی۔

مگر بھائی تم کیا کرو گے؟ کیا اسے ہلاک کر دو گے؟

نہیں۔ ایسا نہیں کروں گا میں نے جو کہا ہے وہی کروں گا۔ میں اس کی
سرائے ساری کی ساری خالی کرادوں گا ابھی اس کے سارے مسافر
سرائے سے بھاگتے نظر آئیں گے تم ذرا اس مکان کی دیوار کے پاس
آ جاؤ۔

عنبر سمجھ گیا کہ ناگ پھنی کوئی بہت بڑی شرارت کرنے والا ہے۔
وہ دیوار کے نیچے ایک پتھر پر بیٹھ گیا ناگ پھنی نے ادھر ادھر دیکھا اور
پھر دیوار کی طرف منہ کر کے بولا۔

تم میرے آنے تک اسی جگہ میرا انتظار کرنا کہیں ادھر ادھر مت ہونا
عنبر میں بہت جلد واپس آ رہا ہوں۔

عنبر نے کہا۔

مگر تم کیا کرنے لگے ہو؟
تم دیکھتے جاؤ بس۔

ناگ پھنی نے زور سے سانس باہر پھینکا ایک پھنکار کی سی آواز بلند ہوئی اور ناگ پھنی انسان سے ایک سیاہ کالا سانپ بن گیا اور سر اُٹے کی جانب ریٹنے لگا۔ سانپ ریٹتا ہوا کچھلی جانب سے سر اُٹے کے اندر داخل ہو گیا سر اُٹے میں اس وقت لوگ ناشتہ کر رہے تھے سانپ رینگ کر ایک کوٹھڑی میں داخل ہو گیا اندر دو چار مسافر قالین پر بیٹھے قہوہ پی رہے تھے سانپ بوریوں کے پیچھے چھپ گیا اور وہیں سے ایک دم شیرکاروپ بدل کر زور سے دھاڑا اس کی بھیا نک گرج سن کر مسافروں کے ہاتھوں سے پیالیاں گر پڑیں جب انہوں نے ایک سرخ آنکھوں اور تیز نوکیلے دانتوں والے شیر کو اپنے کمرے میں دھاڑتے دیکھا تو پاگلوں کی طرح کوٹھڑی میں سے باہر بھاگ گئے۔

ناگ پھنی وہاں سے دوسری کوٹھڑی میں آ گیا یہاں بھی کچھ مسافر

بڑے سکون سے بیٹھے کچھ کھاپی رہے تھے ناگ پھنی یہاں ہاتھی بن کر
کوٹھڑی میں نمودار ہوا اور اس نے زور سے چنگھاڑ کر سوئڈ کے ایک ہی
گھونے سے کوٹھڑی کا دروازہ مع چوکھٹ کے اکھاڑ کر رکھ دیا کچھ
مسافر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کچھ اپنی جان بچا کر چیختے چلاتے
وہاں سے نکل گئے۔

تیسری کوٹھڑی ذرا بڑی تھی۔ اور وہاں زیادہ مسافر بیٹھے کھانا وغیرہ کھا
رہے تھے اس کوٹھڑی میں ناگ پھنی دریائے نیل کے ایک خونخوار شکل
والے مگر مچھ کی شکل میں داخل ہوا اور اپنی ہیبت ناک پھنکاروں کے
ساتھ وہاں بیٹھے تمام مسافروں کو اس قدر پاگل کر دیا کہ وہ ایک
دوسرے پر گرتے پڑتے وہاں سے اٹھ دوڑے۔
اب سرائے کے باہر کا منظر دیکھنے کے قابل تھا۔
سارے مسافر اپنی اپنی کوٹھڑیوں سے نکل کر شیر آیا۔ ہاتھی آیا۔ مگر مچھ

آیا کے نعرے لگاتے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے تھے اور سرائے کا مالک اپنی گدی پر کھڑا پریشان حال انہیں آوازیں دے دے کر واپس بلا رہا تھا مگر ہر کسی کو جان پیاری ہوتی ہے مسافروں نے اپنی آنکھوں سے ہاتھی شیر اور مگر مجھ دیکھا تھا پھر وہ بھلا کیسے اس سرائے میں ٹھہر سکتے تھے دیکھتے دیکھتے ساری سرائے مسافروں سے خالی ہو گئی۔

اب ناگ پھنی دو بار انسان کے روپ میں عنبر کے پاس آ گیا اور بولا۔

سرائے میں نے خالی کرادی ہے آؤ اب چلتے ہیں وہاں۔
شیر اور ہاتھی کی آوازیں عنبر نے بھی سنی تھیں وہ سمجھ گیا کہ ناگ پھنی نے کیا ہو گا وہ اس کے ساتھ سرائے کے باہر آ گیا ساری سرائے میں گہری خاموشی اور رویرانی چھائی ہوئی تھی مالک گدی پر سر پکڑ کر بیٹھا تھا

ناگ پھنی نے آگے بڑھ کر کہا۔
 کیا خیال ہے کوٹھڑی ملے گی یا نہیں؟
 سرائے کا مالک اپنی سرائے میں جنگلی درندوں کی دھاڑیں سن کر ڈر
 گیا تھا اس نے جھٹ ہاتھ جوڑ کر کہا۔
 ضرور ملے گی۔ ضرور ملے گی۔ یہ سرائے آپ کی اپنی ہے حضور دونوں
 دوستوں نے سرائے میں ٹھکانہ کر لیا۔
 سیزر کے دربار میں قلو پطرہ نے ایک روز کہا۔
 عظیم سیزر تھمپس کا شہر میں آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں لیکن
 میرے بھائی کے شہر کو فتح کرنے اور جشن تاج پوشی منانے آپ کو
 وہاں آنا ہوگا۔
 سیزر جو قلو پطرہ کا غلام بن کر رہ گیا تھا مسکرا کر بولا۔
 میں تمہارے شہر کو سکندر یہ میں بیٹھ کر بھی فتح کر سکتا ہوں قلو پطرہ نے

سیاہ انگوروں کا گچھا اٹھا کر اسے اپنی آنکھوں کے آگے لہراتے ہوئے
کہا۔

مگر نہیں سیزر، یہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے شہر میں آکر دربار
لگائیں اور مجھے اپنے ساتھ عزت کے ساتھ لے کر جائیں۔

سیزر بولا۔

ہم تیار ہیں قلو پطرہ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو ہمیں اس میں کوئی
اعتراض نہیں ہوگا۔

قلو پطرہ کا تیر نشانے پر لگا تھا وہ چاہتی تھی کہ سیزر کو وہاں سے تھپس
کے شہر میں لائے وہاں ایک شاندار جلوس کی شکل میں اسے اپنے
دربار میں لے جائے اور پھر سارے مصر کی حکمران بن کر رہ جائے
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سیزر اس کے اشاروں پر ناپنے لگا ہے۔
اس کی خبر اوتے دین اور بروٹس کو پہنچی تو انہیں بے حد غصہ آیا وہ سمجھ

گئے کہ آخر قلو پطرہ ایک ایک کر کے اپنے مقصدوں میں کامیاب ہو رہی ہے اور اس نے سیزر کو اپنے دام میں الجھا لیا ہے۔ وہ دونوں محبت وطن رومن تھے وہ سیدھا سیزر کے کمرے میں پہنچے سیزر اس وقت اپنی بیوی کلاڈیا کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔

بروٹس نے کہا۔

عظیم سیزر ہم آپ سے بڑی ضروری بات کرنے آئے ہیں۔
سیزر نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔

اجازت ہے۔

بروٹس نے ساری بات کھول کر بیان کر دی اور سینٹ کے سارے درباریوں کی طرف سے اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ وہ تھپس جیسے چھوٹے شہر میں اتنا بڑا لشکر لے کر خود جائے اوکتے دین نے بھی بروٹس کے خیال کی تائید کی اور کہا۔

عظیم سیزر، یہ معزز اراکین سینٹ اور سلطنت روما کی توہین ہے کہ
آپ ایک عورت کے کہنے پر ایسا کر رہے ہیں۔
خاموش۔

سیزر گرج کر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں
سے دیکھنے لگا۔ پھر کلاڈیا کے ہاتھ کا ندھے پر رکھنے سے سنبھل گیا اور
بولا۔

میں سلطنت کی عزت اور روم کے وقار کو تم لوگوں سے زیادہ سمجھتا ہوں
میں روم کا بادشاہ ہوں۔

بروٹس نے جرات کر کے کہا۔

عظیم سیزر تمہیں بادشاہ ہم نے چنا ہے۔

سیزر بروٹس کا دوست بھی تھا اس نے مسکرا کر بروٹس کی طرف دیکھا
اور کہا۔

میرے دوست تمہاری اس عنایت کا شکریہ لیکن اب میں بادشاہ بن چکا ہوں اور اس عظیم سلطنت میں میرا ہی حکم چلتا ہے میں قلو پطرہ کے ساتھ تھپس ضرور جاؤں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس شہر میں جا کر جشن منانے سے نہیں روک سکتی۔

بروٹس نے کہا۔

یہ ایک خطرناک قدم ہوگا۔

سینر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا تم لوگ جاسکتے ہو۔

بروٹس اور اوکتے دین خاموشی سے بڑبڑاتے ہوئے باہر آگئے سینر

ایک جذباتی بادشاہ تھا اسے اپنی طاقت ہی کا احساس تھا وہ بروٹس اور

اوکتے دین کی طاقت سے بے خبر تھا اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ

بروٹس کو سارے درباریوں کی ہمدردیاں حاصل ہیں اور اس نے ان

سب کو قلو پطرہ کے خلاف کر دیا ہے بروٹس نے باہر نکل کر اوتے دین سے کہا۔

اوتے دین سیزر کو ایک روز اپنے طرز عمل پر پچھتانا پڑے گا قلو پطرہ نے سیزر کے ساتھ تھیسس پر حملے کا ایک دن مقرر کر دیا اس روز سیزر نے ایک لشکر اکٹھا کیا اور اسے ساتھ لے کر تھیسس کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھیسس کے شہر میں جب یہ خبر پہنچی کہ سیزر روم کا بادشاہ خود ایک زبردست فوج لے کر ان کے شہر پر حملہ کرنے چلا آ رہا ہے تو وہاں ہڑبونگ مچ گئی کمزور فرعون تو تھرتھر کاٹنے لگا۔ چنانچہ جب سیزر کا لشکر شہر کے باہر پہنچا تو قلعے کے سارے دروازے کھول دیے گئے اور رومی فوج بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئی۔ تھیسس کا شہر خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر فتح کر لیا گیا۔ سیزر نے فرعون کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور خود تخت پر

بیٹھ گیا اسی روز قلو پطرہ ایک عالی شان جلوس کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی روم کی تاریخ میں لوگوں نے اس سے بڑھ کر شان و شوکت والا جلوس آج تک نہیں دیکھا تھا ہزاروں، غلاموں اور کنیزوں کے جھرمٹ میں ایک بہت بڑی پاکی میں سوار قلو پطرہ ایسی شان کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی سیزر مجبور ہو گیا کہ محل کے باہر آ کر اس کا استقبال کرے یہ بات بھی درباریوں کو اچھی نہ لگی کہ ایک عظیم سلطنت کا بادشاہ قلو پطرہ کے لئے چل کر شاہی محل سے باہر آئے۔ مگر سیزر تو قلو پطرہ کے جال میں ایک پرندے کی طرح پھنس چکا تھا۔ سیزر نے آگے بڑھ کر قلو پطرہ کو پاکی سے اتارا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا پھر سیزر نے اٹھ کر اعلان کیا۔

آج سے قلو پطرہ میری بیگم ہے اور سارے مصر کی ملکہ ہے ہم مصر کا علاقہ قلو پطرہ کے حوالے کرتے ہیں۔

اس اعلان پر مصریوں نے تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کیا مگر رومن خاموش رہے وہ سیزر کے اس اعلان سے خوش نہیں ہوئے تھے انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کا علاقہ دشمن کے حوالے کیا جا رہا ہو۔
بروٹس نے اوکتے دین کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو وقت آ گیا ہے کہ سیزر کو اس غداری کا بدلہ دیا جائے۔

سپیرے کی موت

پراسرار سپیراناگ پھنی کے پیچھے لگا ہوا تھا۔
اس پر یہ راز کھل چکا تھا کہ ناگ پھنی ایک سانپ ہے جو دو سو برس تک زندہ رہنے کے بعد انسان کی شکل میں چل پھر رہا ہے وہ اسے ہلاک کر کے اس کا سراپنی پٹاری میں رکھنا چاہتا تھا جس کا فائدہ یہ تھا کہ

سپیرے کوزمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کا پتہ چل سکتا تھا ناگ
 پھنی کو ہلاک کرنے کا فیصلہ ایک خطرناک فیصلہ تھا مگر سپیرا اس پر تل
 گیا تھا چنانچہ وہ سکندر یہ میں ان دونوں کا تعاقب کرتا ہوا سرائے تک
 پہنچ گیا تھا اس نے وہ کوٹھڑی بھی دیکھ لی تھی جس میں ناگ پھنی اپنے
 دوست عنبر کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔

سپیرے کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ ناگ پھنی کو صرف ایک ہی
 صورت میں ہلاک کر سکتا ہے کہ کسی طرح اس کو کوٹھڑی میں بند کر کے
 آگ لگا دے اور پھر جب وہ جل کر راکھ ہو جائے تو اس کی کھوپڑی
 اٹھا کر لے جائے اس نے سرائے کے اندر باہر گھوم پھر کر اچھی طرح
 دیکھ لیا وہ بھیس بدل کروہاں آیا تھا اس نے ناگ پھنی کے ساتھ والی
 کوٹھڑی کرایے پر لی اور رہنا شروع کر دیا اس نے اپنا حلیہ بالکل ہی
 بدل رکھا تھا دوسرے وہ اس وقت کوٹھڑی میں آتا۔

جب عنبر اور ناگ پھنی باہر جا چکے ہوتے تھے۔

ایک روز سپیرا سارا دن کوٹھڑی کے اندر رہا اس نے دیکھا کہ عنبر تو وہاں سے چلا گیا مگر ناگ پھنی وہیں کمرے میں سویا رہا سپیرے نے موقع غنیمت جانا اور چپکے سے کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے بند کر دیا اس کے بعد اس نے کوٹھڑی سے باہر نکلنے والی نالی کو بھی پتھروں سے بند کر دیا اب ناگ پھنی کو باہر نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں مل سکتا تھا پھر اس نے رال کا تیل کچی میں سے نکالا۔ اسے پرانے چیتھروں میں بھگوایا اور دروازے پر رکھ کر آگ لگا دی۔

آگ لگانے کے بعد وہ خود وہاں سے باہر نکل گیا رال کے تیل نے جلد ہی دروازے کو دھڑا دھڑا جلانا شروع کر دیا وہاں آگ آگ کا شور مچ گیا جس وقت لوگ پانی کے کنوڑے لے کر آئے اس وقت تک آگ کافی پھیل چکی تھی ناگ پھنی کوٹھڑی کے اندر سویا ہوا تھا کہ اس

نے اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس کیا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا سارا کمرہ دھوئیں سے
بھرا ہوا تھا یہ دھواں بے حد کڑوا تھا ناگ پھنی سمجھ گیا کہ سپیرے نے
اسے جلا کر بھسم کرنے کی سازش کی ہے۔ مگر اس وقت وہ جان بچا کر
وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔

وہ فوراً سانپ کی شکل میں آگیا اور نالی میں گھس گیا نالی کے آگے جا کر
اس نے دیکھا کہ راستہ پتھروں سے بند کر دیا گیا ہے وہ فوراً واپس
کوٹھڑی میں آگیا اور دیوار پر رینگ کر روشن دان کی طرف بڑھنے
لگا۔ مگر افسوس کہ روشن دان بھی آگ پکڑ چکا تھا اور دھڑ دھڑ جل رہا تھا
وہ تیزی سے نیچے آگیا اور اب بے چینی کے عالم میں ادھر ادھر رینگنے
لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کس طرح اپنی جان
بچائے۔

کوٹھڑی کا دروازہ جل کر سرخ ہو رہا تھا اگر وہ اس میں سے انسان بن

کر بھی گزرنے کی کوشش کرتا تو باہر نکلتے نکلتے شعلے اس کی کھال ادھیڑ ڈالتے باہر لوگوں کا شور اسے صاف سنائی دے رہا تھا وہ آگ بجھانے کی پوری کوشش کر رہے تھے لیکن معلوم ہوتا تھا کہ آگ ساری سرائے میں پھیل چکی ہے اور ان کے قابو سے باہر نکل چکی ہے ناگ پھنی دو بار انسان کی شکل میں آگیا کیونکہ سانپ بن کر اسے زیادہ گرمی محسوس ہو رہی تھی۔

اچانک اسے خیال آیا کہ ایک ہی صورت میں اس کی جان بچ سکتی ہے کہ وہ ہاتھی کی شکل اختیار کر کے دروازے کے شعلوں میں سے باہر نکل جائے کیونکہ ہاتھی کی کھال سخت ہوتی ہے۔ اور شعلے اس پر اتنی جلدی اثر نہیں کرتے اب زیادہ سوچنے کا وقت نہیں تھا ناگ پھنی نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے زور سے سانس باہر پھینکا اور وہ ایک دم ہاتھی بن گیا۔ یہ ایک بہت بڑا ہاتھی تھا جس کے بڑے بڑے دانت

باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھی زور سے چنگھاڑا اور اس نے پوری طاقت کے ساتھ دیوار کو ٹکڑی کر دیا اور ٹوٹ کر دور جا گری اور ہاتھی پاگلوں کی طرح سوئٹ ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

دیوار کا ملبہ گرنے سے اس طرف کی آگ بجھ گئی ہاتھی نے باہر آ کر چاروں طرف دیکھا لوگ خوف زدہ نظروں سے ہاتھی کو دور کھڑے دیکھ رہے تھے وہ حیران تھے کہ اس خوف ناک آگ کے اندر ہاتھی کیسے پیدا ہو گیا؟ مگر سپیرے کو معلوم تھا کہ یہ ناگ پھنی ہے اور اس کی سازش ناکام ہو گئی ہے وہ بھاگنے کی تیاریاں کرنے لگا ہاتھی سوئٹ اٹھا کر زور سے چنگھاڑا اور اس نے سپیرے کو ہجوم میں سے نکل کر ایک طرف بھاگتے دیکھ لیا۔

ہاتھی اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ سپیرا بھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ خوف ناک ہاتھی اس کے سر پر پہنچ گیا اس نے ایک خوف ناک چیخ ماری اور

زمین پر گر پڑا۔ ہاتھی اس کے ارد گرد قہقہے لگا جیسے اس نے دشمن کو اپنی قید میں کر لیا ہو لوگ دور دور کھڑے یہ عجیب و غریب تماشا حیرت سے دیکھ رہے تھے سپیرا ہاتھ جوڑے ہاتھی کے سامنے کھڑا تھا۔ اور ہاتھی خوشی اور جوش کے ساتھ اس کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا اچانک سپیرے نے ایک طرف اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی اس کے ساتھ ہی ہاتھی نے اسے اپنی سونڈ میں جکڑ کر اوپر اٹھالیا اور جنگل کی طرف دوڑنے لگا۔

لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ کسی کو اس کے پیچھے جا کر سپیرے کی جان بچانے کا حوصلہ نہ ہوا ہاتھی سپیرے کو سونڈ میں اٹھائے دوڑتا رہا پھر وہ اسے جنگل کے بیچ میں ایک تالاب کے کنارے لے آیا اور اسے ایک درخت کی اونچی شاخ پر بٹھا کر درخت کے ارد گرد خوشی سے چکر لگانے لگا۔

سپیرے نے وہیں سے گڑگڑا کر کہا۔

مجھ پر رحم کرو اے سانپوں کے سردار میں اپنے کیے پر نادم ہوں اور تم سے معافی مانگتا ہوں۔

مگر ہاتھی نے کوئی جواب نہ دیا اور اسی طرح خوشی اور جوش کے عالم میں درخت کے گرد چکر لگاتا رہا سپیرے نے ایک بار پھر التجا کی۔
اے سانپوں کے سردار، اگر مجھ پر نہیں تو میری اکلوتی بیٹی پر ہی ترس کھاؤ۔ اگر تم نے مجھے ہلاک کر دیا تو دنیا میں وہ اکیلی رہ جائے گی۔
مگر ہاتھی پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ مستی کے عالم میں رقص کرتا ہوا درخت کے ارد گرد گھومتا رہا۔ اب سپیرے نے سوچا کہ یہ ہاتھی تو اسے ہلاک کرنے کی قسم کھائے بیٹھا تھا کسی طرح اس سے جان بچانی چاہیے۔ اس نے اندازہ لگایا کہ درخت کا تنا کافی موٹا ہے اور اگر ہاتھی اسے اکھاڑنا چاہے تو نہیں اکھاڑ سکتا۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس

نے درخت کے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ
درخت کی سب سے اوپر والی شاخ پر بڑے اطمینان سے جا کر بیٹھ
گیا۔

اس نے کہا۔

میاں ہاتھی میں تو مزے سے یہاں بیٹھا ہوں تمہیں جو کرنا ہے کرو تم
سانپ بن کر بھی مجھے ہلاک نہیں کر سکتے کیوں کہ تمہارے زہر کا علاج
میں کر چکا ہوں میں نے ایک ایسی دوائی پی لی ہے جس کی وجہ سے
تمہارے زہر کا اثر مجھ پر ہرگز نہیں ہوگا۔

ہاتھی ایک پل کے لے رک گیا اس نے سوٹ اٹھا کر اوپر دیکھا سپیرا
اس سے کافی بلندی پر جا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سوٹ وہاں تک کبھی
نہیں پہنچ سکتی تھی اب ایک ہی صورت باقی تھی کہ وہ ٹکریں مار کر
درخت کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کرے تاکہ جب درخت گر

پڑے تو وہ سپیرے کو ہلاک کر دے کیونکہ اب سپیرا ایک دشمن کی شکل میں کھل کر سامنے آ گیا تھا اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے سپیرے کو نہ مارا تو وہ اسے مار ڈالے گا۔ بلکہ سپیرے نے تو اسے مارنے کی پوری کوشش کی تھی آگ ایک ایسی خوفناک شے تھی جس کے شعلوں سے ناگ بھی زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

ہاتھی نے درخت کو ٹکریں مارنی شروع کر دی۔

درخت کے اوپر جیسے بھونچال سا آگیا سارا درخت لرزنے لگا۔

سپیرے نے بڑی مضبوطی کے ساتھ شاخوں کو پکڑ لیا اور جم کر بیٹھ گیا درخت بے حد موٹا تھا اصل میں درخت کو چختے وقت ہاتھی سے غلطی ہو گئی تھی اسے چاہیے تھا کہ وہ سپیرے کو کسی ایسے درخت پر بیٹھا تا جو کمزور ہوتا تا کہ ضرورت پڑنے پر وہ اسے گرا بھی سکتا مگر وہ ایک بار غلطی کر بیٹھا تھا۔ اس سے بڑھ کر غلطی تو اس نے یہ کی کہ جوش میں آ

کر سپیرے کو درخت کی ٹہنی پر بٹھا دیا۔
 بہر حال اب اسے اپنی غلطی کا نتیجہ بھگتنا پڑ رہا تھا۔
 ہاتھی بار بار درخت کو ٹکریں مار رہا تھا۔ درخت لرز رہا تھا مگر اکھڑنے کا
 نام نہ لیتا تھا ادھر ہاتھی کا ماتھا بھی درد کرنے لگا تھا ہاتھی خاموش کھڑا
 ہو گیا اور سوئڈ اوپراٹھا کر شاخوں میں بیٹھے سپیرے کو بڑے غور کے
 ساتھ دیکھنے لگا۔ ایک دم ہاتھی کے دماغ میں ایک خیال آیا اور اس
 نے سوئڈ اوپراٹھائے اٹھائے زور سے پھنکار ماری۔
 پھنکار کی آواز نے سپیرے کو ڈرا دیا۔ اس نے نیچے پلٹ کر دیکھا بھی
 نہیں تھا کہ اسے ایک چیتے کی بھیانک دھاڑ سنائی دی سپیرے نے
 سہم کر نیچے دیکھا زرد رنگ کا سرخ آنکھوں اور نوکیلے دانتوں والا
 بہت بڑا چیتا اس پر پنجے سے اُچھل کر چھلانگ لگا چکا تھا۔
 سپیرا کانپ گیا وہ یہ بھول گیا تھا کہ ناگ پھنی جس درندے کا چاہے

روپ بھر سکتا ہے سپیرا بھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ چیتا درخت کی موٹی ٹہنیوں کو پھلانگتا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ڈکراتے ہوئے اسے اپنی خونی آنکھوں سے تنکے لگا۔

اب سپیرے کے پاس سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ کہ وہ درخت سے چھلانگ لگا دے چنانچہ اس نے ایک ٹہنی سے دوسری دوسری سے تیسری اور تیسری سے چوتھی ٹہنی پر اترتے ہوئے زمین پر چھلانگ لگا دی اور ایک طرف دیوانہ وار بھاگنا شروع کر دیا چیتا بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر چھلانگ لگا چکا تھا سپیرا بھی تھوڑی دور ہی گیا ہوگا کہ چیتے نے زور سے ڈکراتے ہوئے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور سپیرے کے اوپر دھم سے آن گرا سپیرا زمین پر اوندھے منہ گر پڑا اور چیتے نے اپنے نوکیلے پنچے سپیرے کی پسلیوں میں اور دانت اس کی گردن میں گاڑ دیے سپیرے کی ایک چیخ جنگل

میں بلند ہوئی اور اس کے بعد وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔
 تھوڑی دیر بعد چیتے نے سپیرے کی لاش کے روئی کی طرح پرزے اڑا دیے اور تالاب میں چھلانگ لگا کر دوسری طرف نکل گیا شہر کے لوگ سپیرے کی تلاش میں وہاں پہنچے تو انہیں وہاں سوائے سپیرے کی لاش کے اور کچھ دکھائی نہ دیا لاش بھی ٹکڑوں کی صورت میں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھی لوگ چیتے کی تلاش میں آگے روانہ ہو گئے مگر وہاں کوئی چیتا ہوتا تو ملتا۔ چیتا تو تالاب کے دوسرے کنارے ایک انسان کی شکل میں بیٹھا اپنے کپڑے نچوڑ رہا تھا۔

ادھر غنبر جب سرائے میں واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ سرائے آدھی سے زیادہ جل کر راکھ ہو چکی ہے اب اسے اپنے دوست کی تلاش تھی اس کو لوگوں نے بتایا کہ اس آگ میں سے ایک ہاتھی نکل کر جنگل کی طرف بھاگا تھا غنبر سمجھ گیا کہ ناگ پھنی ہاتھی کی شکل میں آگ سے بچ

کر جنگل میں چلا گیا ہے مگر سوال یہ تھا کہ اسے ہاتھی کی شکل بدلنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا کسی نے سازش کر کے اسے کوٹھڑی میں بند کر کے سوراخ بند تو نہیں کر دیے تھے؟ کیا کہیں لالچی سپیرے نے تو ایسا نہیں کیا تھا؟ ناگ پھنی نے کہا تھا کہ سپیرا اسے آگ میں جلا کر مارنا چاہتا ہے اور وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔

عنبر ساری بات سمجھ گیا اور جنگل کی سمت چل پڑا کافی دور تا لالاب کے کنارے پہنچ کر سارا معمہ حل ہو گیا یہاں اس نے پراسرار سپیرے کی لاش کے ٹکڑوں کو دیکھا اور گرد ہاتھی اور چیتے کے پاؤں کے نشان جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔

عنبر پر صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ ناگ پھنی نے پہلے ہاتھی اور پھر چیتا بن کر سپیرے کو جان سے مار دیا ہے کیونکہ سپیرے نے بھی اسے جان سے مارنے کی بھرپور کوشش کی تھی اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو ناگ پھنی

کی دوسو برس کی محنت ایک پل میں ضائع ہو جاتی۔
 لیکن اب اس کا دوست ناگ پھنی کہاں تھا؟
 عنبر نے جنگل میں اپنے دوست کو ڈھونڈنا شروع کر دیا اس موئی جنگل
 کا چپہ چپہ چھامارا لیکن ناگ پھنی کا کہیں بھی سراغ نہ ملا۔
 ناامید ہو کر وہ واپس اسی سرائے کے باہر آ کر ایک بچہ پر بیٹھ گیا کہ شاید
 اس کا دوست وہاں پہنچ جائے۔
 لیکن ناگ پھنی اس سے پہلے عنبر کو جلتی ہوئی سرائے میں دیکھ کر واپس
 جا چکا تھا عنبر اسے نہیں مل سکا تھا ناگ پھنی نے وہاں سے سیدھا پر
 اسرار پیرے کے جھونپڑے کا رخ کیا وہ اس کی بیٹی رانی کو بتا دینا
 چاہتا تھا کہ اس نے اس کے باپ کو ہلاک کر دیا ہے اور محض اس لئے
 ہلاک کر دیا ہے کہ اس نے اسے جان سے مارنے کی پوری کوشش کی
 تھی۔

اس وقت شام ہو گئی تھی اور شہر کے مکانوں میں چراغ جلنے لگے تھے۔
 دور سے ناگ پھنی نے سپیرے کی جھونپڑی میں بھی چراغ کی روشنی
 دیکھی اس کی بیٹی سانپوں کو شہد ڈال رہی تھی اور اپنے باپ کے انتظار
 میں پریشان ہو رہی تھی ناگ پھنی کو آتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔
 بھائی۔ کیا تم نے میرے باپ کو دیکھا ہے؟
 ناگ پھنی نے کہا۔

میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اس کی لاش کے ٹکڑے تالاب کے
 کنارے بکھرے ہوئے ہیں اور چیل کوئے کھا رہے ہیں۔
 رانی نے چیخ مار کر ناگ پھنی کا منہ نوچنا شروع کر دیا ناگ پھنی نے
 اسے پکڑ کر ایک طرف بٹھا دیا اور اسے بتایا کہ کس طرح اس کے باپ
 نے سرائے میں آگ لگا کر اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور پھر
 کس طرح وہ جان بچا کر واپس وہاں سے بھاگا۔

میں تمہیں صرف یہی نہیں کہنے آیا کہ تمہارے باپ کو میں نے مار ڈالا ہے بلکہ یہ بھی بتانے آیا ہوں کہ میرے قتل کی سازش میں تم بھی اپنے باپ کی برابر کی شریک تھیں اور اگر اپنے باپ کے ساتھ تم ہوتیں تو میں تمہیں بھی قتل کر دیتا اب بھی اگر تم نے مجھ سے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی کوشش کی تو میں تمہیں بھی جنگل میں لے جا کر تمہاری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

مکار عورت سپیرن تھی اسے احساس ہوا کہ وہ ایک بڑے ہی خطرناک سانپوں کے سردار کے سامنے بات کر رہی ہے فوراً نرم ہو گئی اور لجاجت سے بولی۔

مجھے معاف کر دے اے عظیم سانپوں کے سردار میرے باپ نے سخت غلطی کی جو تمہاری جان لینے کی کوشش کی میرا باپ لالچی تھا اسے اپنے لالچ کی سزا مل گئی۔

مگر تم بھی تو اس کی سازش میں شامل تھیں۔
 یہ میری مجبوری تھی میرے باپ نے مجھے مجبوراً اپنے ساتھ شامل کرالیا
 تھا! وگرنہ میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔
 چلو جو کچھ بھی ہوا اب میں تمہیں صرف یہ کہتا ہوں کہ آئندہ سے اگر تم
 نے کوئی خطرناک سازش کی تو تمہارا انجام بھی تمہارے باپ جیسا ہو
 گا؟

ہرگز نہیں میرے بھائی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔
 ناگ پھنی جانے لگا تو مکار عورت نے ہاتھ جوڑ کر اسے روک لیا اور کہا
 اچھے بھائی میں اکیلی جھونپڑے میں نہیں رہ سکتی مجھے ڈرائے گا میرا
 باپ اب مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے صرف آج کی رات میری جھونپڑی
 میں رہ جاؤ کل میں یہاں سے اپنی خالہ کے ہاں چلی جاؤں گی۔
 پھر تم بھی چلے جانا تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔

ناگ پھنی کا دل پسج گیا۔

صرف ایک رات کے لئے میں ٹھہر جاتا ہوں۔

تمہاری مہربانی میرے بھائی۔

مکار عورت بڑی خوش ہوئی کہ اس کے باپ کا قاتل ایک رات کے لئے اس کے جھونپڑے میں رک گیا ہے وہ اس سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتی تھی اس کے چالاک دماغ میں ایک خطرناک منصوبہ تھا۔

قبر کی آواز

وہ رات بڑی ڈراؤنی اور طوفانی رات تھی۔

سکندریہ کے آسمان پر کالے کالے بادل چھا گئے اور تیز ہواؤں کے ساتھ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی غنبر کو جب سرائے کے باہر بیٹھے شام ہو گئی اور اس کا دوست ناگ پھنی نہ آیا تو وہ جلتی ہوئی سرائے سے نکل کر شہر سے باہر ویران اور اُجڑے ہوئے اہرام میں آ گیا یہاں ہزاروں سالہ پرانی قبریں تھیں وہ اونچے پہاڑوں اور اہراموں کے اندر غاروں میں بنی ہوئی تھیں وہ ایک ٹیلے کے پاس بھٹک رہا تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور تیز ہواؤں کے ساتھ بارش شروع ہو گئی

اس طوفان سے بچنے کے لئے عنبر ایک اہرام کے اندر پتھروں کے بیچ میں ایک پرانی قبر کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ اسے رات اسی جگہ گزارنی پڑے کیونکہ طوفان بڑا زبردست تھا۔

بارش کا پانی اہرام کے اندر آنا شروع ہو گیا تھا اور ہواؤں کی چیخیں صاف سنائی دے رہی تھیں عنبر غار کے اندر قبر کے چبوترے پر پتھروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اسے قدیم مصر میں گزرا ہوا اپنا بچپن یاد آنے لگا کہ یہی وہ علاقہ تھا جہاں کھیل کود کروہ بڑا ہوا تھا اسی جگہ اس نے شاہی محلوں میں پرورش پائی تھی اور اب پرانے بادشاہوں کی قبروں کے پاس بے یار و مددگار پڑا تھا باہر بادل زور سے گرج رہے تھے اور ہوائیں اہرام کے پتھروں سے ٹکراتے ہوئے شور پیدا کر رہی تھیں۔

ایکا ایک عنبر کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی ہو وہ چونکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ غار کے اندر اندھیرا ہی اندھیرا تھا اس

نے سوچا شاید اس کا وہم ہو۔ لیکن وہی آواز ایک بار پھر سنائی دی اب
 کے بار اس نے صاف طور پر سنا کہ کسی نے اسے پکارا تھا آواز غار
 کے اندر سے یا شاید جس قبر پر بیٹھا تھا اس کے اندر سے آرہی تھی اب
 اس نے کان آواز پر لگا دیے تیسری بار آواز اسے پھر سنائی دی۔
 عنبر..... عنبر..... طوفان کی ہوائیں تمہیں مبارک
 ہوں..... مجھے یہاں سے نکالو..... مجھے یہاں سے
 نکالو.....

کوئی اور ہوتا تو وہ ڈر کر بھاگ جاتا لیکن عنبر کو کبھی خوف یا ڈر نہیں لگا تھا
 اس نے محسوس کیا کہ آواز قبر کے اندر سے ہی آرہی تھی مگر قبر کے اندر
 سے آواز کیسے آسکتی ہے اس نے قبر کے پتھر پر کان رکھ دیے اور غور
 سے سننے لگا۔ آواز ایک بار پھر سنائی دی اور قبر کے اندر ہی سے آرہی
 تھی اب عنبر کے لئے شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی قبر کے اندر

کون ہو سکتا ہے؟ کیا کسی بھٹکی ہوئی ملکہ کی روح ہے؟ کیوں کہ آواز عورت کی تھی۔

عنبر..... جس پتھر پر تم بیٹھے ہو اسے اپنی جگہ سے ہٹا دو..... مجھے یہاں سے ہٹا دو.....

عنبر سمجھ گیا کہ یہ کوئی ایسی روح ہے جس کو زبردستی زندہ دفن کر دیا گیا ہے اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ بادشاہوں اور ملکہ کے ساتھ ان کے غلام اور کنیروں کو بھی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اس خیال کے ساتھ کہ بادشاہ یا ملکہ کو اگلی دنیا میں جا کر نوکروں کی ضرورت ہوگی، مرے ہوئے بادشاہ کے ساتھ ہی زندہ غلام یا کنیر کو زنجیروں سے باندھ کر باہر سے قبر کو بند کر دیا جاتا تھا وہ بے چارے بے چاری اندر ہی دم گھٹنے سے ہلاک ہو جاتی تھی یہ کوئی ایسی ہی روح تھی جو آزاد ہونا چاہتی تھی۔

عنبر نے اٹھ کر قبر کے پتھروں کو چاروں طرف سے غور سے دیکھا۔ یہ چوکور پتھروں کے ٹکڑے تھے جن کی دراڑوں میں جگہ جگہ خشک گھاس اگا ہوا تھا اس نے دو ایک جگہوں سے پتھر ہلائے تو ایک پتھر اپنی جگہ سے ذرا سا کھسک گیا عنبر نے اس پتھر کو باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی تھوڑی سی جدوجہد کے بعد پتھر باہر نکل آیا اندر سے ٹھنڈی اور نمدار ہوا کا جھونکا باہر نکل گیا اس ہوا میں موم اور کافور کی بو تھی عنبر سمجھ گیا کہ یہ کسی امیر عورت کی قبر ہے جس کے اندر اس کی کسی چہیتی خدمت گار کنیز کو بھی زندہ دفن کر دیا گیا تھا۔

اس نے کوشش کر کے کچھ پتھر اور ہٹا دیے اب وہاں ایک سوراخ بن گیا عنبر نے نیچے جھانک کر دیکھا قبر کے اندر پتھر کی سیڑھیاں اتر رہی تھیں وہ سوچ میں پڑ گیا کہ اندر جائے یا نہ جائے باہر طوفان بڑے زوروں پر تھا طوفانی ہوائیں چیخ چیخ کر شور مچا رہی تھیں اور بارش ہو

قبر کی آواز

رہی تھی عنبر کو ایک بار پھر وہی آواز سنائی دی۔

عنبر..... مجھے یہاں سے لے جاؤ..... مجھے یہاں

سے لے جاؤ..... میرا دم گھٹ رہا ہے.....

عنبر نے رب واحد کا نام لیا اور قبر کے اندر اترنے لگا۔

پتھروں کے ہٹ جانے سے اندر ہلکی ہلکی روشنی پڑ رہی تھی عنبر سیڑھیاں

اتر کر ایک چھوٹے سے صحن میں آگیا پتھروں کی پیچی چھت کے ساتھ

لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے کتنے ہی ستون کھڑے تھے زمین پر

ریت ہی ریت تھی درمیان میں کسی مٹی کا ایک تابوت پڑا تھا جس کے

سرہانے مرتبانوں میں گندم اور بادام پڑے تھے تابوت کے اوپر ایک

شمع دان رکھا تھا جو جانے کب کا بجھ چکا تھا اندر اندر اندھیرا چھا رہا تھا عنبر

نے دیوار کے ساتھ ایک مشعل دیکھی اس نے جیب سے پتھر نکال کر

انہیں رگڑا اور مشعل جلا دی اس کی روشنی میں عنبر کو چاروں طرف

مردے کی چیزیں پڑی ہوئی نظر آئیں اس کا سنگھاروان اس کے
کپڑے اس کی مسہری صندوق جوتے اور تیرکمان اور رات کو پہن کر
سونے کا لباس..... اس کا اندازہ درست نکلا..... یہ
پرانے مصر کی کسی امیرزادی کا تابوت تھا جس کے ساتھ اس کی کسی
چیبتی کنیر کو دفن کر دیا گیا تھا مگر سوال یہ تھا کہ کنیر کا ڈھانچہ کہاں تھا؟
مشعل کی روشنی میں وہ تابوت پر جھک کر کچھ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا
کہ اسے کنیر کی آواز پھر سنائی دی۔

عنبر..... عنبر..... میں یہاں ہوں.....
یہ آواز صحن کے دوسری جانب سے آرہی تھی عنبر اس طرف آگیا اس
نے دیکھا کہ ایک ستون کے ساتھ ہڈیوں کا ڈھانچہ زنجیروں سے
بندھا ہوا تھا وہ آگے کو جھکا ہوا تھا اور لوہے کی زنجیروں نے اسے
چاروں طرف سے لپٹ رکھا تھا عنبر اس ڈھانچے کے پاس جا کر کھڑا

قبر کی آواز

ہو گیا۔ ایک تکلیف دہ آواز پھر سنائی دی۔

مجھے آزاد کر دو..... میری ہڈیوں کو یہ لوہا کاٹ رہا ہے۔ مجھے

اس عذاب سے نجات دلاؤ.....

عنبر نے آگے بڑھ کر لوہے کی زنجیروں کو اپنی طرف کھینچا مگر وہ بڑی مضبوط تھیں اس نے زمین پر سے پتھر اٹھایا اور زنجیروں کو توڑنے لگا۔ کافی دیر کی کوشش کے بعد اس نے ساری زنجیروں کو توڑ دیا اور ہڈیوں کے ڈھانچے کو بڑے آرام سے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا۔

تمہارا احسان میں کس طرح بھلا سکوں گی عنبر تم نے مجھے ایک ایسے عذاب سے بچا لیا جس میں میں ہزاروں سال سے مبتلا تھی۔ یہ اسی بھنگی ہوئی روح کی آواز تھی عنبر نے غور سے ڈھانچے کو دیکھا اور کہا۔

تم کس کی روح ہو اور یہاں ایک ہزار برس سے تمہیں کس نے قید کر

رکھا تھا؟

روح نے کہا۔

عمر میرا نام کارمیلہ ہے میں آج سے ایک ہزار برس پہلے کے مصر میں ایک امیر کبیر خاتون یوحنا کی چہیتی کنیز تھی آج سے ایک ہزار برس پہلے تم ایک بار ہماری حویلی میں دعوت پر بھی آئے تھے شاید اب تمہیں یاد نہ ہو مگر مجھے یاد ہے اور میں تمہیں اہرام کے اندر داخل ہوتے ہی پہچان لیا تھا میں نے اپنی مالکن سے وعدہ لے رکھا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد میں اس کے ساتھ دفن نہیں ہوں گی لیکن اس کے خاوند نے مجھ سے دھوکہ کیا جب وہ خاتون یوحنا مر گئی تو مجھے کسی بہانے اس اہرام میں بلا کر اوپر سے قبر کا منہ بند کر دیا گیا میں اس اہرام کے اندر بھٹکتی اور چیختی رہی مگر میری آواز باہر نہیں جاسکتی تھی پھر میں مر گئی اس سے اگلے روز قبر کا منہ کھول کر کچھ لوگ آئے اور مجھے اس ستون کے

قبر کی آواز

ساتھ جکڑ کر چلے گئے جب سے لے کر آج تک ایک ہزار برس گزر چکا ہے اس وقت سے میری روح اس قبر کے اندر بھٹک رہی ہے۔
دیوتاؤں کا کرم ہوا کہ تم ادھر آ نکلے اور تم نے میری روح کو ایک خوفناک عذاب سے نجات دلائی۔
عنبر نے کہا۔

کارمیل! مجھے بالکل یاد نہیں کہ آج سے ایک ہزار برس پہلے میں تمہاری مالکن کی حویلی میں آیا تھا خیر تم ٹھیک کہہ رہی ہو گی۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم ایک روح ہو کر اتنی کمزور کیوں ہو کر رہ گئی تھیں کہ اس قبر کے سوراخ سے باہر نہ نکل سکیں۔؟
روح نے آہ بھر کر کہا۔

عنبر کاش میں تمہیں روحوں کی دنیا کے بارے میں کچھ زیادہ بتا سکتی
میں اس سے زیادہ تمہیں کیا کہہ سکتی ہوں کہ روحوں کی دنیا ایک

پر اسرار دنیا ہے یہاں اگر میں اتنی آزاد ہو سکتی ہوں کہ مصر سے لے کر چین تک آزادی سے اڑتی پھروں تو اتنی پابندی بھی ہو سکتی ہوں کہ اس قبر کے تنگ سوراخ سے ایک انچ اونچا اوپر اٹھنا بھی میرے لئے محال ہو جائے۔

عنبر نے پوچھا۔

کیا اس عذاب کی ذمے دار تمہاری مالکن تھی؟
 نہیں عنبر۔ اس کی ذمے داری مالکن کے خاوند پر آتی ہے جس نے اپنی بیوی کے اگلے جہاں کے آرام کا خیال کرتے ہوئے ایک بے گناہ کنیز کو زندہ دفن کر دیا..... کاش میں اس کی روح سے انتقام لے سکتی۔

کیا تمہارے مالک کی قبر بھی اس غار کے اندر ہے؟
 نہیں اس کی قبر یہاں سے دورات کے سفر پر ایک ٹیلے میں ہے لیکن

اتنی مدت گزر جانے پر اس کی قبر کا نام و نشان بھی مٹ گیا ہوگا۔ اور خود اس کی روح بھٹکتی ہوئی اتنی دور نکل گئی ہے کہ اگر میں اس کی تلاش شروع کروں تو قیامت تک اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ میری موت کب لکھی ہے؟

عنبر کے اس سوال کے ساتھ ہی جیسے غار میں ایک گڑ گڑاہٹ کے ساتھ زلزلہ سا آگیا روح نے سرگوشی کی آواز میں کہا۔

ایسا پھر کبھی نہ پوچھنا۔ یہ ایک راز ہے ایک دعا کا راز.....

شاید ایک بد دعا کا راز۔..... میری جرات نہیں کہ میں اس راز پر سے پردہ اٹھا سکوں۔

عنبر نے سر جھکا لیا اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر آخری نظر ڈال کر قبر کے دہانے کی طرف آگیا جب وہ باہر نکلنے لگا تو اسے پیچھے سے روح کی آواز سنائی دی۔

تم نے میری مدد کی ہے تم نے میری روح کو ہزار برس کے عذاب سے نجات دلائی ہے میں تمہاری کنیر بن گئی ہوں اگر کبھی تمہیں میری ضرورت محسوس ہوئی تو یہ لو میری انگوٹھی اسے مصیبت کے وقت چوم لینا میں وہاں پہنچ جاؤں گی اور تمہاری مدد کروں گی پھر تمہیں میری طاقت اور آزادی کا احساس ہو جائے گا۔

اس آواز کے ساتھ ہی کھٹاک سے چاندی کی ایک انگوٹھی عنبر کے قدموں کے پاس آن گری عنبر نے انگوٹھی اٹھالی۔ اس کے اندر سیاہ رنگ کا نگ جڑا ہوا تھا جس پر پرانے مصری انداز میں کوئی نقش بنا ہوا تھا۔ عنبر نے انگوٹھی اٹھا کر اپنی انگلی میں پہن لی اور کہا۔
کارمیلہ کی روح تمہارا شکر یہ لیکن دیوی بلطیس کی روح میری ہر مشکل میں کام آتی ہے۔
کارمیلہ کی روح نے کہا۔

عنبر! تم بڑے ٹھیک وقت پر میرے پاس آئے ہو کیونکہ اب دیوی
 بلطیس کی روح تمہارے کسی کام نہیں آئے گی وہ ان آسمانوں سے
 نکل کر ایک ایسی جگہ پہنچ چکی ہے جہاں اسے تمہاری آواز کبھی سنائی
 نہیں دے سکتی تم کوشش کر کے دیکھ سکتے ہو..... میں جارہی
 ہوں۔

اب جب تم مجھے بلاؤ گے تو تمہاری مدد کے لئے حاضر ہوں جاؤں گی
 عنبر کو فضا میں ہوا کے تیز جھونکے کی آواز سنائی دی اور پھر قبر کے اندر
 گہری خاموشی طاری ہو گئی وہ قبر کے اندر سے باہر نکل آیا اور اس نے
 قبر کے منہ کو پتھروں سے اچھی طرح بند کر دیا باہر رات ڈھلنے لگی تھی اور
 آسمان پر صبح کا نیلا شفاف نور نمودار ہو چکا تھا عنبر کو وقت کا احساس
 بالکل نہ رہا تھا اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس نے روح کے ساتھ ایک
 پل کے لئے گفتگو کی ہو لیکن باہر پوری رات گزر گئی تھی وہ اہرام کے

غار میں سے نکل آیا اور اس نے شہر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔
اب ذرا یہ کہانی بھی سنیے کہ عنبر کے دوست ناگ پھنی کے ساتھ رات کو
کیا گزری؟ سپیرے کی بیٹی رانی نے ناگ پھنی سے اپنے باپ کی
موت کا بدلہ لینے کی ٹھان رکھی تھی اسی لیے اس نے اسے مجبور کر دیا تھا
کہ وہ رات وہیں جھونپڑے میں گزارے ناگ پھنی اس کی چکنی
چیرٹی باتوں میں آگیا اور اس نے جھونپڑے میں رات بسر کرنے کا
فیصلہ کر لیا۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ رات بڑی
طوفانی رات تھی آسمان پر گہرے گہرے بادل چھا گئے اور زبردست
بارش ہونے لگی بجلی کڑکنے لگی اور بادل گر جنے لگے پرندے اپنے
اپنے گھونسلوں میں دبک گئے سپیرے کی بیٹی رانی نے ناگ پھنی کو
جھونپڑے کے اندر بستر بچھا دیا اور خود دوسرے جھونپڑے میں لیٹ

گئی آدھی رات کو جب کہ طوفان پورے زوروں پر تھا اس نے اٹھ کر
 دبے پاؤں ان پٹاریوں کی طرف چلنا شروع کر دیا جہاں زہریلے
 سانپ رکھے تھے ان سانپوں میں ایک سانپ ایسا تھا جس کے منہ
 سے سانس کے ساتھ ساتھ آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے۔ رانی نے
 سانپ پٹاری سے نکال کر اپنے بازو کے ارد گرد لپیٹا اور ناگ پھنی کی
 جھونپڑی کی طرف آگئی۔

بارش بڑے زور سے برس رہی تھی وہ جھونپڑے کے اندر داخل ہو کر
 ناگ پھنی کے سر ہانے کی طرف آگئی اس کے باپ کا قاتل اس کے
 سامنے لیٹا ہوا تھا اسے ناگ پھنی کے خراثوں کی آواز سنائی دی آگ
 والے سانپ کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ اس کا کاٹا پانی نہیں
 مانگتا۔ اسے ناگ پھنی کے بارے میں علم نہیں تھا کہ وہ بھی سانپوں کا
 سردار ہے اور دوسو برس تک زندہ رہنے کے بعد انسانی شکل میں آیا

ہے۔

اس نے کلائی سے سانپ اتار کر اسے ناگ پھنی کی گردن پر چھوڑ دیا
سانپ نے پھنکار مار کر تین مرتبہ ناگ پھنی کی گردن پر ڈس دیا ناگ
پھنی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ صرف رانی کو بھی کچھ دکھانا چاہتا تھا۔
سانپ نے ڈستے ہی جیسے قلابازی کھائی اور مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔
رانی نے پریشان ہو کر زمین پر سے مردہ سانپ کو اٹھا کر دیکھا۔ ناگ
پھنی نے اٹھ کر پھنکار ماری اور ایک دم سے سانپ کے روپ میں
رانی کے سامنے آ گیا۔

رانی دہشت سے پتھر بن کر اسے تکتی رہ گئی۔

ناگ پھنی کا کارنامہ

سانپ نے پھنکار مار کر کہا۔

بولو کیا اب تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک نہ کروں جو میں نے تمہارے

باپ کے ساتھ کیا تھا؟

سپیرے کی بیٹی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اسے سانپوں کے بادشاہ، میری خطا معاف کر دو مجھ سے بھول ہو گئی

میں اپنے باپ کی محبت میں تجھے مارنے پر تیار ہو گئی اگر مجھے علم ہوتا

کہ تم سانپوں کے بادشاہ ہو تو میں کبھی ایسا ارادہ نہ کرتی مجھ سے جو کچھ

ہوانا سمجھی میں ہوا۔ مجھے معاف کر دو۔

ناگ پھنی نے پھنکار ماری اور ایک بار پھر انسانی شکل میں آ گیا اس

نے رانی کی کلائی پکڑ کر کہا۔

اے بد بخت عورت تو نے اپنے باپ کی محبت کا ذکر کیا ہے اس لئے
میں تمہیں معاف کرتا ہوں وگرنہ تمہارا جرم اتنا گھناؤنا ہے کہ میں ابھی
تمہیں جلا کر رکھ کر دیتا۔

ناگ پھنی نے رانی کا ہاتھ زور سے جھٹک کر اسے پرے پھینک دیا
آسمان پر طوفان کا زور تھم گیا تھا۔ بارش رک گئی تھی اور صبح کا اجالا
پھیلنے لگا تھا ناگ پھنی نے کہا۔

میرے جھوپڑے سے نکل جا اور اپنی منحوس شکل لے کر دور ہو جا۔
پھر کبھی مجھ کو اپنی شکل نہ دکھانا میں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں
گا۔

رانی اٹھ کر وہاں سے نکل گئی۔

وہ دیوتاؤں کا شکر بجالا رہی تھی کہ اس کی جان بچ گئی وہ تھر تھر کانپ
رہی تھی ناگ پھنی کی طاقت کا اندازہ اسے ہر گز نہیں تھا وہ اپنے بستر پر

لیٹ گئی اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس شہر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے
گی جہاں اس کے باپ کا قاتل رہتا ہے اور جس سے وہ اپنے باپ کا
بدلہ نہیں لے سکتی۔

دن چڑھتے ہی ناگ پھنی جھونپڑے سے نکل کر شہر میں آ گیا وہ عنبر کو
تلاش کرنے لگا۔ اس نے شہر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر اسے اپنے
دوست عنبر کا کہیں بھی پتہ نہ چل سکا، وہ بڑا حیران تھا کہ آخر عنبر کہاں گم
ہو گیا چلتے چلتے وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں شاہی محل کے پچھواڑے ایک
شاہی اکھاڑہ تھا اس اکھاڑے میں کھیل تماشے ہوتے تھے اور ان
مجرموں کو بھوکے شیروں کے آگے بھی ڈالا جاتا تھا جنہوں نے بادشاہ
کے خلاف کوئی بھیانک جرم کیا ہو۔

ناگ پھنی نے دیکھا کہ لوگ بہت بڑی تعداد میں شاہی اکھاڑے کی
طرف چلے جا رہے ہیں اس نے سوچا کہ کوئی خاص کھیل تماشہ ہو رہا

ہوگا اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔
 کیوں بھائی میاں کیا ہونے والا ہے؟
 اس آدمی نے کہا۔
 کیا تمہیں نہیں معلوم؟ تم کہاں سے آئے ہو؟ کیا تم پر دیسی ہو؟
 ناگ پھنی نے کہا۔
 ہاں بھائی میں اس شہر میں پر دیسی ہوں۔
 آدمی نے کہا۔
 آج اس اکھاڑے میں ایک ایسی عورت کو بھوکے شیروں کے آگے
 ڈالا جا رہا ہے جس نے بادشاہ کے شاہی باورچی خانے سے روٹی
 چرائی تھی۔
 اس نے ایسا کیوں کیا تھا بھائی؟
 ہا ہا ہا۔ آدمی نے زور سے قہقہہ لگا کر کہا کہتے ہیں کہ وہ عورت اور اس

کے بچے بھوکے تھے وہ اپنے بچوں کے لئے روٹی چرانے آئی تھی۔

ناگ پھنی نے کہا۔

تو یہ اتنا خوفناک جرم نہیں ہے کہ اس بے چاری کو بھوکے شیروں کے

آگے ڈال دیا جائے۔

اس آدمی نے چیخ کر کہا۔

لوگو سنو! دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے یہ بھی باغی ہے اسے بھی بھوکے شیروں

کے آگے ڈال دو۔

ناگ پھنی نے معاملہ بگڑتے ہوئے دیکھا تو چپکے سے وہاں سے

کھسک گیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ چلتا ہوا اکھاڑے کے بڑے

دروازے میں سے داخل ہو کر اندر آ گیا یہاں ہزاروں بلکہ لاکھوں

لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے جمع تھے اس نے سنا لوگ کہہ رہے تھے کہ

اس عورت کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس نے کسی عام گھر سے روٹی

چرانے کی بجائے بادشاہ کے باورچی خانے سے روٹی چرانے کی
کیوں کوشش کی۔؟

ناگ پھنی کو اس عورت پر بڑا ترس آیا جو بے چاری محض اس لئے
ہلاک کی جا رہی تھی کہ اس نے بھوک سے تنگ آ کر اپنے بھوکے بچوں
کا پیٹ بھرنے کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا چرا لیا تھا اس نے اس مظلوم
عورت کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا اب اس نے لوگوں سے باتوں ہی
باتوں میں یہ معلوم کیا کہ وہ عورت اس وقت کہاں ہوگی، معلوم ہوا کہ
وہ عورت اس وقت اکھاڑے کے ایک حصے میں کوٹھڑی میں بند ہے
ناگ پھنی پوچھتے پوچھتے اس کوٹھڑی کی طرف چل پڑا۔ کوٹھڑی کے
باہر رومن سپاہیوں کا بڑا زبردست پہرہ تھا۔

ایک جانب وہ عورت قید تھی اور دوسری جانب لوہے کے پنجرہ کے
اندروں بڑے بڑے بھوکے شیر بے چینی سے ٹہل رہے تھے بھوک نے

ان کو بد حال کر رکھا تھا اور وہ اس وقت کے منتظر تھے جب ان کے آگے کسی انسان کو ڈالا جائے اور وہ اسے چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔
 ناگ پھنی کھسکتے کھسکتے کوٹھڑی کی دیوار کی اس جانب آ گیا جہاں ایک سوراخ میں سے روشنی اور ہوا کوٹھڑی کے اندر جا رہی تھی ناگ پھنی نے جب دیکھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ سانپ کا روپ بدل کر دیوار پر چڑھ کر سوراخ میں سے اندر داخل ہو گیا اندر پتھر کے چبوترے پر ایک پریشان حال عورت بیٹھی گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔

ناگ پھنی دیوار پر سے اتر کر اس کے پیچھے آ گیا اور ہلکی سی پھنکار مار کر ایک انسان کی شکل اختیار کر لی اس نے کہا۔
 بہن مجھے دیکھ کر گھبرانا مت میں تمہاری مدد کرنے کے لئے دیوتاؤں کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔

بد نصیب عورت نے سر اٹھا کر ناگ پھنی کی طرف دیکھا تو حیران ہو کر رہ گئی کہ اتنے کڑے پہرے میں سے وہ اندر کیسے آ گیا؟ جب ناگ پھنی نے اسے یقین دلایا کہ وہ دیوتاؤں کی طرف سے آیا ہیں تو عورت نے روتے ہوئے ہاتھ باندھ کر کہا۔

اے مقدس دیوتا۔ مجھے ان ظالموں کے چنگل سے بچالے میرے بھوکے بچے میرے بغیر بلک بلک کر مر جائیں گے میرے بعد انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔
ناگ پھنی نے کہا۔

میں اسی لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم بے فکر ہو کر میدان میں آنا بھوکے شیر تمہارا بال تک بیکانہ کر سکیں گے۔
لیکن وہ تو مجھے پھاڑ کر کھا جائیں گے۔

وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے میں جاتا ہوں۔ اب تمہاری ملاقات میدان

میں ہوگی۔

ناگ پھنی سانپ بن کر دوبارا کوٹھڑی کے راستے سے باہر نکل گیا۔
اکھاڑے کا میدان تماشا یوں سے کچھا کھچ بھر چکا تھا کہیں بھی تل
دھرنے کو جگہ نہیں تھی لوگ شہر کے گورنر ڈیوس کا انتظار کر رہے تھے۔
جب گورنر آ گیا تو لوگوں نے تالیاں بجا کر اور شور مچا کر تماشا شروع
کرنے کو کہا۔ گورنر نے ہاتھ اٹھا کر تماشا شروع کرنے کا حکم دے
دیا۔ اس کے حکم کے ساتھ ہی خونی تماشا شروع ہو گیا۔

سب سے پہلے عورت کی کوٹھڑی کھول کر اسے ایک لکڑی کی چوکی پر
بٹھلا کر میدان میں لایا گیا ریت کے میدان میں بے چاری عورت کو
بٹھا کر سپاہی واپس بھاگ گئے۔ ہر طرف سناٹا طاری تھا اب شیروں
کے پنجرے کے کھلنے کا انتظار تھا عورت تھر تھر کانپ رہی تھی اسے
دیوتاؤں کی امداد کا یقین بھی تھا اور نہیں بھی یقین تھا۔ اتنے میں گورنر

ڈیوس نے دوسری بار ہاتھ سے اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ بد قسمت عورت پر بھوکے شیروں کے پنجرے کھول دیے جائیں..... سپاہیوں نے اشارہ پاتے ہی دونوں بھوکے شیروں کا پنجرہ کھول دیا۔ شیر دھاڑتے ہوئے میدان میں آگئے اور انسان کی بوسونگھ کر عورت کی طرف لپکے۔

سب لوگ دم بخور رہ گئے اب وہ عورت کو شیروں کے جبرڑوں میں چیرے پھاڑے جانے کا تماشا دیکھنے کو بے تاب تھے کہ اتنے میں ایک دھماکہ ہوا اور ایک بہت ہی بڑا ٹیلے جتنا جنگلی وحشی ہاتھی جھومتا ہوا وہاں نمودار ہوا۔ اور شیروں کی طرف لپکا شیر ٹھٹک گئے۔ ایک شیر نے ہاتھی پر حملہ کر دیا ہاتھی نے ایک طرف گھوم کر اپنی سونڈ کا لٹھ گھمایا اور پوری قوت سے شیر کے سر پر دے مارا۔ شیر کی کھوپڑی پاش پاش ہو کر اس کی گردن میں دھنس گئی اور وہ وہیں گر کر مر گیا۔ لوگوں میں شور مچ

گیا کہ یہ ہاتھی کہاں سے آگیا۔

گورنر ڈیوس اور سارے درباری اور ان کی بیگمیں تعجب سے ہاتھی کو دیکھ رہی تھیں کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے یہ ہاتھی ایک دم کہاں سے آگیا اور کیسے آگیا ہے۔؟ صرف اس بھوکے ماں کو علم تھا کہ یہ دیوتاؤں نے اس کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔.....
دوسرے شیر نے بپھر کر ہاتھی کی گردن پر چھلانگ لگا دی اور اپنے نوکیلے پنجوں سے اس کی گردن کو نوچنے لگا۔..... ہاتھی نے زور سے جھٹکا دیا شیر دور جاگرا۔

اب کے ہاتھی آگے بڑھا۔ وہ شیر کو اپنے پاؤں تلے لے کر کچل دینا چاہتا تھا مگر شیر ایک طرف ہٹ گیا ہاتھی نے سوئٹ گھما کر شیر کو اس میں جکڑنا چاہا شیر لپک کر ہاتھی کے پیٹ کی طرف بڑھا ہاتھی نے پلک جھپکتے ہی شیر کو اپنی سوئٹ میں جکڑ لیا اور اسے زمین پر رکھ کر ایک پیر اس

کی ٹانگ پر رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔
 ہر طرف میدان میں شور مچ گیا ہاتھی نے عورت کو سوئڈا پر اٹھا کر اپنی
 گردن پر بٹھالیا اور میدان میں چکر لگانے شروع کر دیے گورنر ڈیوس
 کو بڑا غصہ آیا کہ ہاتھی کیسا ہے جس نے اس کے حکم کے خلاف ایک
 ایسی عورت کو بچا لیا ہے جس کو اس نے ہلاک کر دینے کی سوچی تھی اس
 نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہاتھی کو مار دیا جائے۔

گورنر ڈیوس کا حکم پاتے ہی سپاہی نیزے اور تیرکمان لے کر میدان
 میں نکل آئے ناگ پھنی نے بھی انہیں نیزے اور تیر برساتے دیکھ لیا
 تھا تیر اس کے کانوں کے قریب سے ہو کر گزرنے لگے تھے اس کی
 گردن پر بیٹھی عورت اس کے ساتھ لپٹ گئی تھی ناگ پھنی کے لئے یہ
 برانا زک وقت تھا۔ اس نے سوئڈا اٹھا کر عورت کو اوپر اٹھایا زور سے
 پھنکار ماری اور وہ دونوں عقاب بن کر فضاؤں میں پرواز کرنے

لگے۔ سارے کے سارے لوگ دنگ رہ گئے۔

کئی تو سجدوں میں گر پڑے ان کے خیالوں میں یہ کوئی دیوتا تھا۔ جو ہاتھی بن کر بے گناہ عورت کو بچانے آیا تھا عقاب گراؤنڈ کے اوپر چکر لگا رہے تھے ناگ پھنی سفید عقاب کے روپ میں تھا اور اس نے گورنر کے اوپر آکر زور سے جھپٹا مارا اور اس کی دونوں آنکھوں پر اس زور سے پنجه مارا کہ اس کی آنکھیں لہولہان ہو گئی وہ چیخ مار کر نیچے گر گیا۔ سفید عقاب نے دوسرا جھپٹا گورنر کی بیوی پر مارا اور اس کی گردن پر اس قدر طاقت کے ساتھ پنجه مارا کہ اس کی آدھی گردن کٹ گئی اور اس نے وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

اب وہاں بھگڈ مچ گئی جس نے جدھر کو منہ اٹھا باگ گیا ہر طرف ایک شور مچ گیا کہ گورنر نے دیوتاؤں کو ناراض کیا تھا اس کی اسے سزا مل گئی۔ گورنر کی آنکھیں زخمی ہو گئیں اور اس کی بیوی کو دیوتاؤں نے مار

ڈالا۔ سفید عقاب اپنے ساتھی عقاب کو لے کر شہر سے باہر ایک ویران جگہ پر آ گیا یہاں اس نے دوبار عورت کو وہی شکل دے دی اور خود بھی انسانی شکل میں آ گیا عورت نے ناگ پھنی کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا۔

اے مقدس دیوتا، تم نے میری جان بچائی تم نے مجھ پر اپنا رحم کیا، اب مجھ کو میرے بچوں سے ملا دے کہ میں اس شہر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر یہاں سے نکل جاؤں۔

تم یہاں ٹھہرو میں تمہارے بچوں کو بھی اسی جگہ لے آتا ہوں، ناگ پھنی سفید عقاب کے روپ میں اس جگہ پہنچا جہاں عورت کے بچے رہتے تھے اس نے ان بچوں کو ساتھ لیا اور ان کی ماں کے پاس لے آیا ماں نے اپنے بچوں کو سینے سے لگا لیا۔ ناگ پھنی نے قریب کے باغ میں سے تازہ پھل توڑا اور ماں بیٹوں کو کھلایا اس کے بعد وہ دوسرے

شہر کی طرف چل دی اور ناگ پھنی واپس آ گیا۔

جس وقت گورنر ڈیوس کی بیوی کی لاش کو سپاہی لے جا رہے تھے اس وقت عنبر بھی لوگوں کے ساتھ جنازے کو دیکھ رہا تھا ذرا فاصلے پر ناگ پھنی بھی کھڑا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ عنبر کو جب لوگوں کی زبانی سارا قصہ معلوم ہوا تو وہ سمجھ گیا کہ کام سوائے اس کے دوست کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا اسے یہ خوشی ہوئی کہ اس کا دوست ناگ پھنی بھی اسی شہر میں ہے۔

دوسری طرف ہجوم میں ناگ پھنی نے بھی عنبر کو دیکھ لیا دونوں دوست ایک دوسرے سے مل گئے وہ ہجوم سے باہر نکل آئے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی واردات سنائی عنبر کو جب معلوم ہوا کہ گورنر سخت زخمی ہے اور اس کا زخم کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ناگ پھنی دوبارہ اسفید عقاب بن کر اپنا پنچہ پانی میں بھگو کر اس کا چھیننا نہ دے تو

اس نے کہا۔

میں گورنر کا علاج کروں گا۔

ناگ پھنی نے کہا۔

اتنی جلدی نہ کرو دوست ابھی روم کے حکیموں کو گورنر کا علاج کر لینے

دو۔ جب وہ چاروں طرف سے مایوس ہو جائے گا تو پھر تم اس کے

پاس پہنچ جانا۔

عزیز کو ناگ پھنی کا خیال پسند آیا چنانچہ وہ دونوں ایک سرائے میں آ کر

ٹھہر گئے شہر بھر میں یہ بات عام ہو گئی کہ گورنر کی آنکھوں کا زخم ٹھیک

نہیں ہو رہا روم کے سارے حکیموں نے اپنا زور لگا دیا مگر زخم خراب

سے خراب ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ اب وہ پھیل کر گلے کی طرف آنا

شروع ہو گیا تھا گورنر نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی اس کے زخم کو اچھا

کرے گا وہ اس کو منہ مانگا انعام دے گا۔

اب عنبر کے لئے سنہری موقع تھا اس نے ناگ پھنی سے کہا۔
گورنر کے علاج کو وقت آ گیا ہے۔ تم فوراً عقاب بن کر پانی میں پنچہ
ڈال کر مجھے دے دو۔

ناگ پھنی اسی وقت سفید عقاب بن گیا عنبر نے کٹورے میں پانی لے
کر اس کے آگے رکھا اس نے اس میں اپنا پنچہ ڈال کر نکال لیا عنبر نے
وہ پانی ایک کچی میں ڈالا اور گورنر کے محل کی طرف چل پڑا محل کے
دروازے پر جب اس نے اعلان کیا کہ وہ گورنر کا علاج کرنے آیا ہے
تو اسے فوراً اندر گورنر کے پاس پہنچا دیا گیا گورنر بڑی تکلیف میں تھا۔
درد کے مارے اس کا برا حال ہو رہا تھا وہ بستر پر ہائے ہائے کرتا ہوا
ترپ رہا تھا عنبر نے مسہری کے پاس بیٹھ کر گورنر کے زخم کو غور سے
دیکھا زخم پھیل رہا تھا اس نے فوراً کچی نکال کر اس میں سے دوائی
نکال کر اس میں کپڑے کا ایک ٹکڑا بھگوایا اور زخم کے اوپر رکھ دیا اس

دوائی نے جادو ایسا کام کیا کہاں تو گورنر بہت بری طرح تڑپ رہا تھا اور کہاں اس کو یک لخت چین سا آ گیا اس نے ہائے ہائے کرنا بند کر دیا اس کو ٹھنڈک سی پڑ گئی زخم کی جلن ایک دم دور ہو گئی گورنر نے تعجب سے شکرے کے ساتھ عنبر کی طرف دیکھا۔

تم ایک بڑے ہی مہمان حکیم ہو۔ تمہاری دوائی نے میرے درد کو جز سے اکھاڑ دیا کر پھینک دیا ہے میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا۔
عنبر دو تین روز تک گورنر کا علاج کرتا رہا ایک ہفتے کے بعد گورنر بھلا چنگا ہو گیا اس نے عنبر سے پوچھا کہ وہ کیا انعام لینا چاہتا ہے عنبر نے کہا کہ اسے سیزر سے ملا دیا جائے گورنر بڑا حیران ہوا کہ یہ بھلا کون سا انعام ہے جو اس نے مانگا ہے۔ مگر عنبر کو اسی انعام کی ضرورت تھی۔
چنانچہ گورنر نے کہا۔

اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں سیزر سے خود جا کر ملواؤں گا۔

سینر کا قتل

عمر شام کو سرائے میں پہنچ کر اپنے دوست ناگ پھنی سے ملا۔
 اس نے اسے بتایا کہ گورنر نے سینر سے ملوانے کا وعدہ کر لیا ہے۔
 پورے چاند کی رات کو سینر قلو پطرہ کی تاج پوشی کی خوشی میں اپنے
 شاہی محل میں ایک شان دار دعوت دے رہا تھا گورنر اسی روز عمر کو سینر
 کے پاس لے جانے والا تھا۔ عمر اور ناگ پھنی نے بڑے اچھے اچھے
 کپڑے سلوائے اور دعوت کا انتظار کرنے لگے۔
 سینر نے جب سے قلو پطرہ کے ملکہ مصر ہونے کا اعلان کیا تھا اس کے
 درباری اس سے ناراض تھے کچھ کہتے کہ سینر نے اس طرح مصر کو

پوری طرح قابو میں کر لیا ہے اور کچھ درباریوں کا خیال تھا کہ سیزر نے مصر کا علاقہ سلطنت روم سے توڑ کر ملکہ مصر کے حوالے کر دیا ہے۔ دوسرے گروہ کا سردار بروٹس اور اوتے دین تھا بروٹس نے باقاعدہ سیزر کے خلاف ایک نفرت کی زبردست مہم چلا رکھی تھی اب جب سیزر نے قلوپٹرہ کے ملکہ بننے کی خوشی میں شاہی محل میں شاندار دعوت کا بندوبست کیا تو بروٹس جل بھن کر راکھ ہو گیا اس نے فوراً اپنے ساتھیوں کو اپنے گھر بلایا اور کہا۔

سیزر اس مصر کی جادوگر نی کے پیچھے پاگل ہو گیا ہے اس نے روم کے وقار اور عزت کو خاک میں ملا دیا ہے۔

اوتے دین بولا ہم نے سیزر کو روم کا بادشاہ بنایا ہے ہم اسے تخت سے اتار بھی سکتے ہیں۔

ایک رکن نے کہا۔

مگر ہم چناؤ سے پہلے ایسا نہیں کر سکتے سیزر کو پارلیمنٹ کے بہت زیادہ رکنوں کی حمایت حاصل ہے۔

لیکن روم کے ملک کی وفاداری اور عزت کا ہمیں سب سے پہلے خیال رکھنا ہے ہم ملک کے وقار کے لئے سب کچھ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیا ہم اپنے ساتھیوں کی حمایت حاصل کر سکیں گے۔ بروٹس نے کہا۔

کیوں نہیں وہ سب کے سب میرے ساتھ ہیں میں نے ان سے بات کر لی ہے وہ قلوپطرہ سے نفرت کرتے ہیں اور اسے روم کے تخت پر سیزر کے ساتھ بیٹھی دیکھنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ اوکتے دین نے کہا۔

پھر تمہارا کیا خیال ہے بروٹس؟ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ بروٹس نے خنجر نکال کر اس کی نوک میز پر گاڑتے ہوئے کہا۔

ہمیں روم کے وقار کی خاطر سیزر کو قتل کر دینا چاہیے۔

قتل؟

سیزر کا قتل؟

ہاں قتل، اور سیزر کا نہیں بلکہ روم کے دشمن اور وطن کے غدار کا قتل جس

نے ہماری زمین کا آدھا حصہ ایک دشمن عورت قلو پطرہ کو دے دیا

ہے۔

ہمیں کچھ دیر اور غور کر لینا چاہیے۔

ہم غور کر چکے ہیں بروٹس نے کہا بولوسیزر کے قتل میں وطن کے غدار

کے قتل میں کون کون میرے ساتھ ہے۔؟

شروع میں کچھ لوگ ہچکچائے پھر سب نے ہی بروٹس کے ہاتھ پر ہاتھ

رکھتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ سیزر کو قتل کرنے میں بروٹس کے ساتھ

ہیں اس فیصلے کے بعد وہاں سے ادھر ادھر بکھر گئے.....

بروٹس کو بے حد اطمینان ہو گیا کہ اس کی سازش کامیاب ہو گئی ہے اور
سینر کے قتل کے بعد اس کی جماعت مصر پر حکومت کرے گی اب یہ
لوگ سینر کی دعوت کے دن کا انتظار کرنے لگے۔

ان ہی دنوں قرطاجنہ سے پیغام آیا کہ سینر کا خاص جگری دوست انطنی
روم پہنچ رہا ہے۔ انطنی سینر کا دوست بھی تھا اور روم کی فوج میں ایک
کپتان کا درجہ بھی رکھتا تھا یہ ایک بہادر اور دلیر نوجوان تھا، جو دوست
کے لئے ہر قسم کی قربانی دے سکتا تھا سینر سے اس کی دوستی بڑی پرانی
تھی قرطاجنہ وہ ایک مہم پر گیا ہوا تھا اس نے وہیں سن لیا تھا کہ سینر
نے مصر کا تخت قلو پطرہ کے حوالے کر دیا ہے اور روم کے سارے
درباری اس کے خلاف ہو گئے ہیں یہ بات انطنی کو بھی پسند نہیں تھی کہ
مصر کا تخت ایک مصری عورت کے حوالے کر دیا جائے۔
لیکن وہ سینر کا دوست تھا اور سینر کی خوشی اسے عزیز تھی۔

لیکن بروٹس اور انطنی میں بڑا فرق تھا بروٹس صرف سیزر کا دوست ہی نہیں تھا وہ ایک سیاست دان دنیا دار اور خود غرض بھی تھا طاقت یا تخت پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے وہ ہر قسم کی چال چل سکتا تھا یہ ایک چال ہی تھی جو اس نے روم کی وفاداری کی آڑ میں چلی تھی وگرنہ سیزر کو بھی معلوم تھا کہ سیزر کی مقبولیت پسند نہیں تھی وہ سیزر کی شہرت سے جلتا تھا اس کے علاوہ روم کی سلطنت پر اپنی جماعت کی حکومت چاہتا تھا۔

قلو پطرہ کا تو اسے ایک بہانہ مل گیا تھا جس کا اس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اب سیزر کو قتل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

بروٹس اتنا چالاک تھا کہ سیزر کے قتل کا فیصلہ بھی خود اس نے نہیں کیا تھا بلکہ اوکے دین اور دوسرے سینٹ کے لوگوں سے کرایا تھا جب تک تاریخ زندہ رہے گی بروٹس کا نام ایک چالاک مکار اور خود غرض سیاست دان کی حیثیت سے لیا جائے گا اس نے سیزر جیسے مخلص

دوست کو ہلاک کر کے ایک ایسی بدنامی مول لی جس کا دھبہ کبھی نہیں
 مٹایا جائے گا اگرچہ بعد میں اس نے بھی خودکشی کر لی مگر پھر پچھتانے
 سے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چک گئیں کھیت۔
 جون جون دعوت کا دن قریب آ رہا تھا بروٹس کی پارٹی ہو شیار ہو گئی تھی
 اور اپنے اپنے خنجر تیز کر رہی تھی دوسری طرف شہر میں سجاوٹ ہو رہی
 تھی شاہی محل کو بڑی خوب صورتی سے سجایا گیا تھا دربار ہال میں ایرانی
 قالینوں کے اوپر اطلس اور کم خواب کے تنگے سجا دیے گئے تھے ملک
 ملک کے سفیر سکندریہ کی دعوت میں شامل ہونے کے لئے پہنچ رہے
 تھے دعوت سے ایک روز پہلے مصر سے ملکہ مصر یعنی قلوپطرہ کی سواری
 بھی سکندریہ پہنچ گئی اس کا شہر میں شاندار استقبال کیا گیا قلوپطرہ ایک
 عظیم الشان پاکی میں بیٹھی شاہی محل میں داخل ہوئی جہاں سیزر نے
 خود باہر آ کر اسے پاکی میں سے اتارا اور اسے اپنے ساتھ محل میں لے

گیا۔

سینر کے ساتھ اس کی بیوی کلاڈیا بھی موجود تھی وہ اپنے خاوند سے
پیار کرتی تھی اسے قلو پطرہ پسند نہیں تھی لیکن وہ سینر کی خوشی ہی میں
خوش تھی وہ ایک سیدھی سادھی رومن گھریلو خاتون تھی جو اپنے خاوند پر
جان بھی قربان کر سکتی تھی اس کو سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں تھی یہی
وجہ تھی کہ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ بروٹس سینر کو قتل کرنے کی سازش کر
رہا ہے۔

دعوت سے ایک روز پہلے گورنر بھی شاہی محل میں آ گیا۔
وہ عنبر اور ناگ پھنی کو بھی اپنے ساتھ لیتا آیا تھا عنبر نے اپنے سانپ
دوست کا یہ کہہ کر گورنر ڈیوس سے تعارف کروایا کہ یہ اس کا چھوٹا بھائی
ہے اور اس کے ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کا کاروبار کرتا ہے گورنر نے عنبر
کو ساتھ لیا اور شام کے کھانے پر سینر کے پاس آ گیا اس نے سینر

سے عنبر کو ملوایا۔

عظیم بادشاہ! آپ کا اقبال بلند ہو یہ نوجوان جس کا نام عنبر ہے تبت
سے سکندر یہ میں آیا ہے اور بڑا لائق حکیم ہے اس نے میری بیماری کا
علاج کیا اور میں تندرست ہو گیا۔

سینر نے عنبر سے ہاتھ ملایا اور کہا۔

تبت میں کس راجہ کی حکومت ہے؟

عنبر نے کہا۔

عظیم بادشاہ سینر تبت میں ایک ایسے راجہ کی حکومت ہے جو ایک مذہبی
آدمی ہے وہاں کے لوگ مذہب پر یقین رکھتے ہیں اور مذہب کے نام
پر ہی زندہ رہتے اور مرتے ہیں۔

سینر نے مسکرا کر کہا۔

ہم ایک دن عظیم روم کی سلطنت کو تبت تک بڑھا دیں گے۔

عنبر نے کہا۔

عظیم بادشاہ تبت کے لوگ امن پسند ہیں اور اپنے راجہ سے بڑے خوش ہیں وہ آپ کو بھی پسند کریں گے اس لئے کہ آپ بھی انصاف پسند اور نیک بادشاہ ہیں۔

سینر عنبر کے اس جواب پر خوش ہوا۔

تم نے جڑی بوٹیوں سے علاج کرنا کہاں سے سیکھا۔
عنبر نے کہا۔

یہ کام میں نے اپنے باپ سے سیکھا تھا عظیم بادشاہ میرا باپ ایک ماہر حکیم تھا اور وہ کھوپڑی کھول کر بھی علاج کر سکتا تھا۔
سینر نے حیرانی سے پوچھا۔

کیا اس نے کھوپڑی کھولنے کا فن پرانے مصریوں سے سیکھا تھا؟
عنبر کے منہ سے نکل گیا۔

وہ خود قدیم مصر سے تعلق رکھتا تھا.....

کیا مطلب۔؟ سیزر نے حیرانی سے پوچھا۔

عزیز کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کہ اس کے منہ سے بے خیالی میں
سچی بات نکل گئی ہے اس نے جھٹ سے کہا۔

میرا مطلب یہ تھا عظیم بادشاہ کہ میرے باپ نے انسان کی کھوپڑی
کھول کر پھر بند کر دینے کا فن ایک ایسے خاندان سے سیکھا تھا جس کا
تعلق پرانے مصریوں کے حکیم خاندان سے تھا۔

سیزر مسکرایا اور کہنے لگا۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے دربار میں ایک قابل حکیم کا اضافہ ہوا ہے ہم
گورنر کے بھی شکر گزار ہیں جس نے ہمیں تم سے ملایا ہم آج سے
تمہیں اپنے دربار میں جگہ دیتے ہیں تم شاہی خاندان کا علاج کیا کرو
گے۔

عظیم بادشاہ سیزر میں اس عزت افزائی کے لئے آپ کا بے حد شکر
گزار ہوں۔

رات کا کھانا عنبر نے سیزر اور دوسرے درباریوں کے ساتھ مل کر کھایا
جب وہ واپس سرائے میں آیا تو اس نے ساری کہانی اپنے سانپ
دوست ناگ پھنی کو سنائی وہ بہت خوش ہوا ناگ پھنی اگرچہ اس کے
ساتھ تھا مگر دربار میں کھانے کے وقت اس نے اسے سرائے میں بھجوا
دیا تھا کیونکہ سیزر کے دربار میں کھانے پر گورنر نے صرف عنبر ہی کی
اجازت حاصل کی تھی اور بغیر اجازت کے سیزر کی دعوت میں کوئی غیر
شخص شامل نہیں ہو سکتا تھا۔

اس دوران میں ناگ پھنی نے بروٹس وغیرہ کو وہاں دیکھ لیا تھا اس نے
عنبر سے کہا۔
یہ شخص بروٹس مجھے خطرناک لگتا ہے۔

مگر وہ سیزر کا دوست ہے۔

کچھ بھی ہو مجھے اس آدمی کی وفاداری پر شبہ ہے۔

میرا خیال ہے یہ تمہارا وہم ہے۔

ناگ پھنی نے کہا

نہیں عنبر مجھے کبھی کسی بات کا وہم نہیں ہوا میں ہمیشہ حقیقت کو دور ہی

سے دیکھ لیا کرتا ہوں کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم سیزر کو ان لوگوں کے

بارے میں خبردار کر دو؟

کوشش کروں گا۔

کیا قلو پطرہ سے تمہاری ملاقات ہوئی؟

نہیں وہ شاہی حرم میں ملکہ روم کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی مجھے شاہی

محل میں ناگن کی بو آئی تھی مجھے قلو پطرہ ایک ناگن محسوس ہوتی ہے۔

عنبر اس پر بہت ہنسا۔

اگلے روز شاہی محل میں زبردست دعوت دی سارا محل روشنی کا پہاڑ بنا ہوا تھا شمعیں جگہ جگہ روشنی پھیلا رہی تھی۔ محل دلہن کی طرح سجایا گیا تھا قرطاجنہ سے سیزر کا دوست انطنی بھی نہیں پہنچ سکا تھا وہ راستے میں ہی تھا سیزر کا خیال تھا کہ دعوت کے وقت پہنچ جائے گا۔ مگر وہ نہ آ سکا تھا سیزر بعض مجبور یوں کی وجہ سے دعوت ملتوی نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ قلو پطرہ کی دعوت زوروں پر تھی۔

قلو پطرہ بے حد قیمتی اور خوب صورت لباس پہن کر تخت پر بیٹھی تھی سیزر بھی اپنے شاندار شاہی لباس میں سر پر سونے کا تاج رکھے دربار میں داخل ہوا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اس کی بیوی کا آج دل بری طرح دھڑک رہا تھا اس نے سیزر کو کہا تھا۔

پیارے سیزر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم یہ دعوت ملتوی کر دو؟
وہ کیوں؟ وہ کس لئے؟

جانے کیوں میرا دل بری طرح دھڑک رہا ہے۔

سینر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

تمہیں تو خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے بھلا میں صرف اس لئے یہ اتنی بڑی دعوت کیسے ملتوی کر سکتا ہوں کہ تمہارا دل بری طرح دھڑک رہا ہے۔
لوگ کیا کہیں گے؟ باہر کے ملکوں کے سفیر کیا کہیں گے۔

سینر ہنسی خوشی دربار میں آگیا سفیروں نے آگے بڑھ کر سینر سے ہاتھ ملائے درباری اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے دعوت شروع ہو گئی ہر طرف ہنسی خوشی اور قہقروں کے فوارے چھوٹنے لگے غبر اور ناگ بھنی بھی دور ایک طرف فوارے کے پاس بیٹھے ہوئے مور کے کباب کھا رہے تھے قلو پطرہ سینر کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اور مسکرا مسکرا کر مہمانوں سے باتیں کر رہی تھی۔

بروٹس اپنے آدمیوں کے ساتھ ایک طرف کھڑا بڑی مکار نظروں سے

چاروں طرف دیکھ رہا تھا اس کے سارے ساتھیوں نے اپنے سفید
لبادوں کے اندر لمبے لمبے خنجر چھپائے ہوئے تھے بروٹس آہستہ آہستہ
چلتا ہوا سیزر کے پاس آیا اور اس کے کان میں کہنے لگا۔
سیزر سیریا کا سفیر آپ سے کچھ خاص بات علیحدگی میں کرنا چاہتا
ہے۔

سیزر نے پوچھا۔

کہاں ہے وہ؟

ساتھ والے ایوان میں۔

بروٹس سیزر کو لے کر ساتھ والے ایوان میں ستونوں کے پیچھے لے آیا
یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے مطابق ہو رہا تھا بروٹس کے پیچھے
پیچھے اس کے ساتھی بھی خنجر لبادوں کے اندر چھپائے چلے آ رہے تھے
جب سیزر ساتھ والے ایوان میں پہنچا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا سیزر

نے پلٹ کر بروٹس سے پوچھنا چاہا کہ سمیر یا کاسمیر کہاں ہے کہ
اچانک بروٹس نے لباس کے اندر سے خنجر نکالا اور بے دھڑک ہو کر
سینر کے سینے میں گھونپ دیا سینر زرا سا لڑکھڑایا اس کے منہ سے اتنا
نکلا۔

بروٹس تم بھی.....؟

اس کے ساتھ ہی بروٹس کے دوسرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے اور
انہوں نے خنجر نکال کر دھڑا دھڑا سینر پر حملے شروع کر دیے سینر خون
میں لٹ پٹ ہو کر زمین پر گر پڑا بروٹس کے ساتھی اسے پھر بھی خنجر
مارتے رہے یہاں تک کہ سینر نے دم توڑ دیا پھر بروٹس نے دوسرے
ایوان میں جا کر سارے درباریوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اس
نے روم کے غدار کو قتل کر دیا ہے چونکہ زیادہ لوگ اس کے ساتھ تھے۔
اس لئے سینر کے ہمدرد خاموش رہے اور محل سے باہر نکل گئے قلو پطرہ

اپنے غلام کے ساتھ وہاں سے بھاگ گئی۔
عمر اور ناگ پھنی لپک کر سیزر کی لاش پر پہنچے۔
مگر وہ تو مر چکا تھا۔

زہری سانپ

انطنی جب روم پہنچا تو سیزر کی لاش چبوترے پر پڑی تھی۔
اس نے سیزر کی لاش پر ایک زبردست تقریر کی اور روم کے لوگوں کو
اپنے ساتھ ملانے اور سیزر کے قاتلوں کو سزا دلانے کی بھرپور کوشش کی
مگر وہ اس میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا کچھ لوگ بروٹس کے حق
میں ہو گئے اور کچھ انطنی کے حق میں اصل معاملہ خراب قلوپطرہ نے کیا

تھا لوگ یہ گوارا نہیں کرتے تھے کہ مصر کا علاقہ ایک مصری ملکہ کو دے دیا جائے انطنی کو قتل کرنے کے لئے بھی لوگ بڑھے اس نے بڑی مشکل کے ساتھ اپنی جان بچائی۔

انطنی رات کے پچھلے پہر سکندریہ سے مصر کی طرف نکل گیا قلوپطرہ اس سے پہلے وہاں سے بھاگ کر مصر کے شہر تھیس پہنچ چکی تھی انطنی بھی اس کے پیچھے تھیس پہنچ گیا اس نے سیزر کی موت پر قلوپطرہ سے غم کا اظہار کیا قلوپطرہ بڑی ڈری ہوئی تھی اسے سب سے زیادہ خوف بروٹس کے سامی جرنیل اوکتے دین کا تھا جس نے سیزر کے مرنے کے بعد اقتدار سنبھال لیا تھا وہ شہر تھیس پر حملہ کر کے قلوپطرہ کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا اسے قلوپطرہ سے نفرت تھی اس نے اگرچہ سیزر کو قتل کیا تھا لیکن وہ ایک محب وطن رومن تھا وہ اپنے ہاتھوں قلوپطرہ کو ذلیل کرنے کے بعد قتل کرنا چاہتا تھا، قلوپطرہ نے اس خطرے کا اظہار

انٹنی سے کیا۔

انٹنی نے کہا۔

جب تک میں زندہ ہوں قلو پطرہ تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
تم میرے دوست کی امانت ہو اور میں تمہاری ہر قیمت پر حفاظت
کروں گا۔

لیکن انٹنی اوکتے دین کی طاقت بہت ہے سارا روم اس کے ساتھ
ہے ہم اکیلے اس کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ٹھیک ہے مگر ہم لڑیں گے میری وفادار فوجیں بھی اس کے خلاف لڑیں
گی۔

انٹنی نے اسی روز تھیسس شہر کے دروازے بند کر دیے اور قلعے کی
فصیل پر سپاہیوں کو ہتھیار دے کر چڑھا دیا اس نے روم کی فوجوں کا
مقابلہ کرنے کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا انٹنی کو معلوم تھا کہ وہ روم کے

لشکر کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ مگر وہ ایک بہادر جرنیل تھا وہ
ذلت کی زندگی کو عزت کی موت پر ترجیح دیتا تھا اس نے اوکتے دین
سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

قلو پطرہ پریشان تھی لیکن انطنی کو اپنے ساتھ دیکھ کر اور اسے با حوصلہ
دیکھ کر وہ بھی اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس کرنے لگی تھی جاسوسوں
نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ روم کی فوجیں تھیسس شہر کے باہر پہنچنے ہی
والی ہے اس اطلاع کے چوتھے روز روم کا لشکر وہاں پہنچ گیا اس کے
سامنے قلعے کا دروازہ بند تھا اوکتے دین نے فوج کو قلعے کے باہر
ڈیرے ڈالنے کا حکم دیا۔

قلعے کا پوری طرح محاصرہ کر لیا گیا تھا اگر اس قلعے کے ایک طرف
سمندر ہوتا تو شاید انطنی ادھر سے خوراک وغیرہ منگوانے کا بندوبست
کر لیتا مگر اس شہر کے چاروں طرف صحرا تھا اور روم کی فوجوں نے

اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا شہر کے اندر صرف چھ سات ماہ کی خوراک کا ذخیرہ تھا قلو پطرہ کو موقع نہیں ملا تھا..... اوکتے دین کی رومی فوج ایک دم وہاں پہنچ گئی تھی انطنی کا خیال تھا کہ روم کی فوج دو چار ماہ کے محاصرے کے بعد خود بخود ہی تنگ آ کر چلی جائے گی مگر یہ ان کا خیال غلط تھا رومی جرنیل عہد کر کے آیا تھا کہ وہ سیزر کے دوست انطنی اور غدار قلو پطرہ کے سر اپنے ہاتھ سے کاٹے گا اور تھپیس شہر کو آگ لگا دے گا۔

رومی جرنیل نے دو تین بار قلعے پر حملہ کر کے اسے توڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ مصری فوجوں نے اوپر سے تیروں کی بارش شروع کر دی رومی فوجوں پر کھولتا ہوا تیل پھینکا سکندر یہ سے ابھی دو بڑی توپیں وہاں نہیں پہنچی تھی جن سے نکلے ہوئے بڑے بڑے پتھر قلعے کی دیوار کو توڑ سکتے تھے محاصرہ طویل پکڑ گیا قلو پطرہ نے انطنی سے

کہا۔

انطنی معلوم ہوتا ہے کہ تباہی ہماری قسمت میں لکھی جا چکی ہے شہر میں
کھانے پینے کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے لوگ جانوروں کو کھانے لگے ہیں
امیر آدمیوں کے گھر لوٹے جا رہے ہیں شہر میں گندم کا ایک بھی گودام
باقی نہیں بچا۔
انطنی نے کہا۔

ایسا ہونا ہی تھا قلو پطرہ یا ہم اپنی عزت بچاتے یا گندم کے ذخیرے کیا
تمہیں یہ گوارا ہے کہ ہم قلعے کا دروازہ کھول دیں تاکہ دشمن اندر آ کر
ہمیں زنجیروں میں جکڑ کر سکندر یہ کے بازاروں میں کتوں کی طرح
گھمائے۔

قلو پطرہ نے کہا۔

ہرگز نہیں۔ میں جان دے دوں گی مگر دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں

ڈالوں گی۔

پھر شہر میں جو ہو رہا ہے ہونے دو ہماری موت ہر حالت میں لکھی جا چکی ہے بہتر یہی ہے کہ ہم مردوں کی طرح بہادری اور عزت کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مریں۔

ادھر یہ مشورے ہو رہے تھے اور ادھر سکندر یہ سے رومی لشکر کو مزید کمک پہنچ گئی وہ بڑی بڑی توپیں بھی پہنچ گئیں جن سے پتھر نکل کر گولوں کی طرح قلعے کی دیوار پر پڑتے تھے اور اسے توڑ کر رکھ دیتے تھے ان توپوں نے شام اور ایران کے بڑے بڑے طاقت ور قلعوں کی دیواروں کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا تھا۔

چنانچہ ان توپوں کے آتے ہی رومی لشکر نے قلعے پر پتھر برسائے شروع کر دیے بڑے بڑے پتھر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ قلعے کی دیوار پر پڑنے لگے ایسے دھماکے شہر والوں نے پہلے کبھی نہیں سنے

تھے تھوڑی دیر کی سنگ باری کے بعد ہی قلعے کی دیوار ٹوٹنا شروع ہوئی اور پھر اس میں جگہ جگہ شکاف پڑ گئے قلعے کے اوپر سپاہیوں میں بھگدڑ مچ گئی رومی لشکر نے لوہے کی بڑی بڑی قد آدم ڈھالوں کی اوٹ میں قلعے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

قلعے کے شکافوں پر بڑے گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی دونوں طرف سے سپاہی جی کھول کر لڑے دونوں طرف کے سپاہیوں نے بڑا ڈٹ کر ایک دوسرے کا مقابلہ کیا مگر پلہ رومی لشکر کا بھاری رہا اس کی وجہ یہ تھی کہ قلعے کے اندر بھی رومی فوج داخل ہو چکی تھی مصری فوج انطنی کی قیادت میں مرادنگی کے جوہر دکھا رہی تھی انطنی خود رومی لشکر کے سپاہیوں سے لڑ رہا تھا لیکن اتنے بڑے رومی لشکر کا آخر کب تک مقابلہ کیا جاتا مصری فوج کے پاؤں اکھڑنا شروع ہو گئے پہلے ایک سپاہی پیچھے ہٹا پھر دوسرا پیچھے ہٹا اور اس کے بعد ہر جگہ سے مصری سپاہیوں

نے بھاگنا شروع کر دیا رومی سپاہی بھاگتے ہوئے مصری سپاہیوں کو
 گاجرمولی کی طرح کاٹنے لگے رومی فوج کا ایک دستہ انطنی کی طرف
 بڑھنے لگا انطنی ٹکڑی کے ایک پل کے اوپر اکیلا رومی فوج کا مقابلہ کر
 رہا تھا وہ بڑی بہادری کے ساتھ لڑ رہا تھا اس کا ماتھا اور بازو زخمی ہو گئے
 تھے زخموں سے خون بہہ رہا تھا مگر وہ برابر مقابلہ کر رہا تھا۔
 اوکے دین نے آگے بڑھ کر انطنی کے بازو پر تلوار ماری انطنی نے وار
 بچا لیا اور اوکے دین پر حملہ کر دیا اب دونوں جرنیل ایک دوسرے کے
 سامنے آ گئے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ایک شیر اور دوسرے شیر سے لڑ
 رہا ہے تلواریں ایک دوسری سے ٹکرا کر شرارے پیدا کر رہی تھیں مگر
 انطنی بہت زخمی ہو چکا تھا اس کے جسم سے کافی خون بہہ گیا تھا وہ رومی
 جرنیل کا مقابلہ کر رہا تھا کہ ایک سپاہی نے پیچھے سے آکر اس کی پشت
 میں تلوار گھونپ دی۔

انطنی لڑکھڑا کر گرا۔ رومی جرنیل نے تلوار کا بھرپور ہاتھ مار کر انطنی کو شدید زخمی کر کے زمین پر پھینک دیا انطنی نے رومی جرنیل کی طرف دیکھا اور کہا۔

کاش مجھ پر پیچھے سے حملہ نہ کیا جاتا۔

لیکن تلوار اپنا کام کر چکی تھی انطنی دم توڑ رہا تھا رومی جرنیل نے خنجر نکال کر ہاتھ میں لے کر زمین پر پڑے ہوئے انطنی کے دل میں اتار دیا یہ زخم کاری ثابت ہوا اور انطنی مر گیا انطنی کی موت کے ساتھ ہی مصری فوجوں نے بھاگنا شروع کر دیا رومی فوج نے قلعے پر قبضہ کر کے رومی جھنڈا لہرا دیا مصری فوجوں کو گرفتار کر لیا گیا بھاگے سپاہیوں کو کاٹ کر رکھ دیا گیا۔

اوکتے دین نے حکم دیا کہ شاہی محل میں پہنچ کر قلو پطرہ کو زندہ گرفتار کیا جائے رومی جرنیل ملکہ مصر کو زندہ گرفتار کر کے اسے سکندریہ اور مصر

کے باز اوروں میں گھما کر ذلیل کرنا چاہتا تھا وہ خود ایک فوجی دستے کے ساتھ اس محل کی طرف بڑھا جہاں قلوپٹرہ موجود تھی۔ قلوپٹرہ کو انطنی کی موت کی خبر ملی تو اس کی اپنی موت اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی وہ سمجھ گئی کہ اب اس کا وقت قریب ہے مگر وہ رومی جرنیل کے ہاتھوں گرفتار ہو کر ذلیل و رسوا نہیں ہونا چاہتی تھی اس نے خود کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ عزت کی موت مر جانا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ جب رومی جرنیل فتح کے نشے میں محل کے اندر داخل ہو تو اسے وہاں قلوپٹرہ کی لاش ملے۔

اس نے اپنی خاص کنیز شامیان سے کہا۔ شامیان میرا آخری ہمدرد انطنی بھی مر گیا ہے اب اس دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو مجھے رومی جرنیلوں سے ذلیل ہونے سے بچا سکے میں مر جانا چاہتی ہوں۔

شارمیان نے روتے ہوئے کہا۔

عظیم ملکہ۔ کیا آپ کا یہ آخری فیصلہ ہے۔؟

ہاں شarmیان یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے میں ذلت کی زندگی سے عزت کی موت کو زیادہ پسند کرتی ہوں انسان اگر عزت و آبرو کے ساتھ کے زندہ نہیں رہ سکتا تو اسے مرجانا چاہیے۔

شارمیان نے کہا۔

عظیم ملکہ پھر میں بھی آپ کے ساتھ ہی مرجاؤں گی۔

نہیں نہیں میری اچھی سہیلی ایسا نہ سوچنا تم ابھی نو جوان ہو ابھی تم نے زندگی کا دیکھا ہی کیا ہے ابھی تمہیں دنیا میں بہت کچھ کرنا ہے تم میرے ساتھ اپنی زندگی سے ہاتھ کیوں دھوتی ہو؟

عظیم ملکہ میں نے ساری زندگی آپ کی خدمت کی ہے میں ساری زندگی آپ کے ساتھ رہی ہوں میرا جینا مرنا آپ کے ہی ساتھ ہے

اگر آپ زندہ ہیں تو میں زندہ ہوں اگر آپ زندہ نہیں ہیں تو میں پھر
میں بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

قلو پطرہ نے کہا۔

شارمیان ایک بار پھر اپنے فیصلے پر غور کر لو۔
عظیم ملکہ۔ میرا فیصلہ آپ کے فیصلے کی طرح اٹل ہے۔
قلو پطرہ بولی۔

تمہاری مرضی یہ بتاؤ کہ کیا تم شاہی باغ میں رکھے ہوئے سانپوں میں
سے سب سے زہریلا سانپ میرے پاس لاسکتی ہو؟
شارمیان نے کہا۔

عظیم ملکہ کیا آپ سانپ سے ڈسوا کر مرنا پسند کریں گی؟
ملکہ مصر نے کہا۔

ہاں شارمیان میں دریائے نیل کی ملکہ ہوں میں دریائے نیل کے

سب سے زہریلے سانپ سے ڈسوا کر ہی مرنا پسند کروں گی۔

شارمیان بولی۔

میں کوشش کرتی ہوں ملکہ صاحبہ۔

قلو پطرہ بولی۔

کوشش نہیں میری عزیز سہیلی کچھ بھی ہو سانپ کوٹو کری میں چھپا کر

یہاں لے آؤ۔

ملکہ قلو پطرہ مسہری پر ناامید ہو کر پڑ گئی اور اس کی کنیر شارمیان دریائے

نیل کا سب سے زہریلا سانپ لانے کے لئے محل کے شاہی باغ میں

چلی گئی محل کے باہر ایک افراتفری مچی ہوئی تھی مصری فوج کے بچے

کھچے پہریدار بھاگ رہے تھے رومی جرنیل شاہی محل کی طرف بڑھ رہا

تھا شارمیان شاہی باغ میں اس مقام پر آگئی جہاں بڑے بڑے

مرتبانون میں زہریلے سانپ رکھے ہوئے تھے۔

اس نے زمین پر سے ٹوکری اٹھائی اس میں انجیر کے چوڑے چوڑے پتے توڑ کر بچھائے اور ایک مرتبان میں سے چھڑی سے سانپ نکال کر ٹوکری میں چھپایا اور اسے لے کر شاہی محل کی طرف آئی یہ سانپ سیاہ رنگ کا تھا اگرچہ یہ چھوٹا تھا مگر اس کا زہر بڑا ہی خطرناک تھا اس کے کاٹے جانے سے آدمی اسی وقت ہلاک ہو جاتا تھا شامیان کو سب سے زیادہ خطرہ رومی فوج کا تھا کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ قلو پطرہ کو زندہ گرفتار کیا جائے۔

شامیان ٹوکری چھپائے محل کے چور دروازے سے ہوتی ہوئی قلو پطرہ کی خواب گاہ میں پہنچ گئی قلو پطرہ اس کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ٹوکری پکڑ لی اور اسے لے کر اپنے ریشمی بستر پر لیٹ گئی۔

پیارے شامیان تم نے میری ساری زندگی خدمت کی ہے میں اس کے عوض تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکی اگر مجھ سے کبھی کوئی غلطی ہو گئی ہو یا میں نے تمہارا کبھی دل دکھایا ہو تو مجھے معاف کر دینا یہ میرا آخری وقت ہے میں دیوتاؤں کے پاس جا رہی ہوں جہاں میرے ایک ایک اچھے برے کام کا حساب ہوگا میں چاہتی ہوں کہ صاف دل لے کر جاؤں کیا تم مجھے معاف کر دو گی ناں شامیان؟

شامیان کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی اس نے کہا۔

عظیم ملکہ آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ چھوٹی بہنوں جیسا سلوک کیا ہے اگر مجھ سے کبھی کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو مجھے معاف کر دیں کیونکہ میں بھی آپ کے ساتھ ہی دیوتاؤں کے پاس جا رہی ہوں۔

قلو پطرہ نے شامیان کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور کہا۔

شارمیان! پیاری بہن میرے پیچھے اپنی زندگی ضائع نہ کرو دیوتاؤں
 کے لئے زندہ رہو تمہیں تو رومی جرنیل کچھ نہیں کہے گا۔
 شارمیان نے قلو پطرہ کا ہاتھ چوم کر کہا۔
 عظیم ملکہ قلو پطرہ آپ کے بعد میں زندہ رہ کر کیا کروں گی؟ میری
 زندگی تو آپ کے ساتھ تھی اگر آپ ہی اس دنیا میں نہیں ہوں گی
 تو میرا زندہ رہنا کس کام کا ہے۔؟
 قلو پطرہ نے چپکے سے ٹوکری میں پڑے ہوئے سانپ کو پکڑ کر اپنے
 سینے سے لگا لیا سانپ نے قلو پطرہ کو سینے پر ڈس لیا قلو پطرہ کا ہاتھ نیچے
 گر پڑا سانپ کا زہر اس قدر خطرناک تھا کہ قلو پطرہ کے جسم میں سے
 ایک دم طاقت ختم ہو گئی اور وہ بے حس پتھر بن کر رہ گئی قلو پطرہ کی
 آنکھیں پتھر اگئیں اور منہ سے خون جاری ہو گیا۔
 شارمیان نے اٹھ کر قلو پطرہ کی پیشانی چومی اور کہا۔

میں بھی آپ کے ساتھ آرہی ہوں ملکہ عظیمہ اور اس کے ساتھ ہی
 شامیان نے بھی قلو پطرہ کی مسہری پر ریختے ہوئے سیاہ سانپ کو اٹھایا
 اور اسے اپنی گردن میں ڈال لیا سانپ نے شامیان کی گردن پر بھی
 ڈس دیا سانپ کے ڈسنے کے بعد شامیان کے جسم میں بھی زہر بڑی
 تیزی سے داخل ہو گیا اور وہ بے چاری لڑکھڑا کر قلو پطرہ کے پلنگ کی
 پٹی پر گری اور آہستہ آہستہ اس کی گردن ڈھلک گئی اور وہ بھی قلو پطرہ
 کے ساتھ ہی مر گئی۔ ٹھیک اس وقت رومی جرنیل اوکتے دین اپنے
 شاہی دستے کے ساتھ اندر داخل ہوا اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ قلو
 پطرہ کو گرفتار کر لیا جائے۔ سپاہی آگے بڑھے مگر وہاں سوائے قلو پطرہ
 کی لاش کے اور کچھ نہ تھا اوکتے دین اپنا سر پیٹ کر رہ گیا قلو پطرہ
 مرتے مرتے اسے شکست دے گئی تھی وہ اس کے ہاتھ آکر اس کے
 ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

دریائے اردن کی طرف

قلو پطرہ کی موت کے بعد مصر پر روم کا قبضہ ہو گیا۔
 بروٹس کی جماعت نے حکومت پر قبضہ کر لیا اس سنگ دل جماعت نے
 تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے سیزر کا قتل کیا انطنی کو ہلاک کیا اور
 قلو پطرہ کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو سانپ سے ڈسوا کر خودکشی
 کرے بروٹس کے دل میں پھر بھی ایک انسان کا دل چھپا ہوا تھا۔
 سیزر کو قتل کرنے کے بعد وہ بے چین رہنے لگا انسان کا ضمیر ایک نہ
 ایک روز ضرور انصاف کرتا ہے انسان اگر کوئی برا کام کر لے تو اس کا
 ضمیر اسے چین نہیں لینے دیتا یہی بروٹس کے ساتھ ہوا تھا اس کی

جماعت نے حکومت بنالی تھی بروٹس حکومت میں اونچے سے اونچا عہدہ حاصل کر چکا تھا مگر اس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگا کہ تم نے اپنے دوست کے سینے میں خنجر گھونپ کر گناہ کیا ہے تم نے ایک بے گناہ انسان کو اپنے ہاتھوں قتل کیا ہے۔

بروٹس ایک رات پریشان ہو کر اپنے گھر سے باہر نکل آیا سارا روم سو رہا تھا آسمان پر چودھویوں کا چاند نکلا ہوا تھا اسی قسم کی وہ چاندنی رات تھی جب بروٹس نے سیزر کو دھوکے سے بلا کر اس کے دل میں اپنا خنجر گھونپ دیا تھا بروٹس کا دل اسے لعن طعن کر رہا تھا وہ شہر سے باہر ایک چبوترے پر بیٹھ گیا اس نے سوچا کہ سیزر اس کا دوست تھا سیزر کو کبھی یہ وہم نہیں آ سکتا تھا کہ ایک دن بروٹس اس کا جگری دوست بھی اسے ہلاک کر سکتا ہے چنانچہ جب وہ اپنے دوست کے خنجر کا زخم کھا کر گرا تھا تو اس نے بے بسی اور حیرت سے کہا تھا۔

بروٹس تم بھی.....؟

یعنی یہ کہ تم بھی میرے قاتلوں کے ساتھ مل گئے کم از کم تم سے تو مجھے یہ امید نہ تھی تمہارا حق تو یہ تھا کہ مجھے میرے دشمنوں سے بچاتے لیکن اس کی بجائے تم بھی میرے دشمنوں کے ساتھ مل گئے؟ بروٹس کی آنکھوں کے سامنے سبز کا چہرہ گھومنے لگا اور اسے اس کے آخری الفاظ یاد آنے لگے۔

بروٹس تم بھی؟ بروٹس تم بھی.....؟

بروٹس بے چین ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اس نے اپنا خنجر نکال کر آسمان کی طرف دیکھا۔

دیوتاؤں میرے گواہ رہنا میں اپنے گناہ کا خمیازہ بھگت رہا ہوں۔

اور اتنا کہہ کر بروٹس نے خنجر اپنے سینے میں گھونپ لیا جس طرح اس

نے سیزر کے سینے میں گھونپا تھا خنجر سیدھا دل پر جا کر لگا بروٹس لڑکھڑا کر گر گیا، اور زمین پر تڑپنے لگا۔

صبح روم کے شاہی دستے نے چبوترے کے پاس آ کر دیکھا تو بروٹس کی لاش پڑی تھی اوکتے دین بروٹس کا دوست تھا مگر جو آدمی خود کسی کا دوست نہ ہو اس کا کوئی دوست نہیں ہوتا جو دوسروں کے ساتھ زیادتی کرے لوگ اس کے ساتھ بھی زیادتی ضرور کرتے ہیں اوکتے دین نے بروٹس کی موت کی ذرا بھی پروا نہ کی صرف اس نے اتنا حکم دیا کہ بروٹس کی لاش کو دفن کر دیا جائے۔

ایک ہی ماہ کے اندر اندر روم کے مشہور معروف لوگ مر گئے وہ لوگ مر گئے جن کا نام آج تاریخ میں زندہ ہے لوگ روم کے بادشاہوں کے نام بھول گئے ہیں لیکن انطنی، قلوپطرہ، سیزر اور بروٹس آج بھی سب کو یاد ہے ان لوگوں کی موت کے بعد روم کا زوال شروع ہو گیا۔

انطنی اور سیزر کے قتل کے بعد مخالف جماعت کی حکومت نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جو سیزر کے حمایتی تھے ان میں عنبر اور اس کے سانپ دوست کا بھی نام آتا تھا کیونکہ ان دونوں کو سیزر نے ہی اپنے دربار میں جگہ دی تھی چنانچہ سیزر کے قتل اور قلو پطرہ کی موت کے بعد رومی سپاہیوں نے ناگ پھنی اور عنبر کو بھی گرفتار کر لیا سکندریہ کا گورنر ڈیوس کئی روز پہلے ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی بیوی دو بچوں کو جنوبی افریقہ میں جلا وطن کر دیا گیا تھا۔

اوکتے دین نے عنبر اور ناگ پھنی کو بھی دوسرے عام لوگوں کی طرح موت کی سزا سنائی اس کے نزدیک عنبر اور ناگ پھنی کی اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہ تھی کہ وہ سیزر کے حمایت کرنے والوں میں سے تھے انہیں جیل میں ڈال دیا گیا اوکتے دین ان دونوں کی خفیہ طاقتوں سے بے خبر تھا جیل میں رومی سپاہی ان پر بڑی سختی کرتے انہیں دن

میں صرف ایک بار کھانا دیا جاتا کھانے کی تو خیر ان دونوں کو پروا نہ تھی
 وہ کھائے بغیر کئی روز تک زندہ رہ سکتے تھے لیکن رومی سپاہی انہیں
 کوڑے مارتے ناگ پھنی زخمی ہو گیا۔
 اس نے غضب میں آ کر عنبر سے کہا۔
 اگر اب مجھے کوڑے لگائے گئے تو میں انہیں باری باری سب کو ہلاک
 کر دوں گا۔

اور یہی ہوا۔ رومی سپاہیوں کو کیا معلوم تھا کہ یہ کون لوگ ہیں جنہیں وہ
 کوڑے لگا رہے ہیں سپاہی نے روز کی طرح جیل خانے میں آ کر ان
 دونوں کو گالیاں دیں اور ناگ پھنی پر کوڑے برسائے لگا۔ ناگ پھنی
 جلال میں آ گیا اس نے زور سے پھنکار ماری اور ایک دم کا یا پلٹ کر
 سیاہ ناگ بن گیا۔
 رومی سپاہی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کے ہاتھ سے کوڑا

چھوٹ کر دور جا کر اس نے آج تک کسی انسان کو سانپ بنتے نہیں دیکھا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا وہ بار بار آنکھیں ملنے لگا۔ مگر اس دوران میں سانپ نے آگے جھک کر سپاہی کی گردن پر کاٹ لیا تھا۔

گردن پر اگر سانپ کاٹ لے تو اس کا زہر خون کے ذریعے بڑی جلدی سے دماغ میں پہنچ کر انسان کو ہلاک کر دیتا ہے رومی سپاہی کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ ادھر سانپ نے اسے کاٹا ادھر ایک چیخ مار کر وہ گرا اور گرتے ہی اکڑ کر پتھر بن گیا اور مر گیا اس کی چیخ کی آواز سن کر کچھ سپاہی ادھر دوڑے ناگ پھنی نے پھنکار ماری اور کایا پلٹ کر سیاہ ناگ سے سیاہ ہاتھی بن گیا ہاتھی بن کر وہ زور سے چنگاڑا اور ٹکر مار کر اس نے جیل کی سلاخیں توڑ ڈالیں رومی سپاہی ڈر کر ادھر ادھر دوڑے ہاتھی نے آگے بڑھ کر دو تین سپاہیوں کو پاؤں تلے روند ڈالا ایک

سپاہی کی ٹانگ پکڑ کر اسے ہوا میں اس زور سے اُچھال کر زمین پر پھینکا کہ اس کے ٹکڑے اڑ گئے۔

ہاتھی نے عنبر کو اپنے اوپر بٹھالیا تھا اور اب وہ اسے ساتھ لے کر جیل سے فرار ہو رہا تھا جیل کی ڈیوڑھی سے باہر نکلتے ہی سپاہیوں نے ان پر نیزوں اور تیروں کی بارش کر دی مگر وہ انہیں زخمی تک نہ کر سکے ہاتھی عنبر کو لے کر شہر سے باہر ایک باغ میں لے آیا یہاں اس نے دوبارہ انسان کی شکل اختیار کر لی اور ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا جب وہ تھک گیا تو ایک کھنڈر کے سائے میں آ کر بیٹھ گئے۔

یہاں بیٹھے ابھی انہیں تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اوتے دین خود ایک خونخوار دستے کی قیادت کرتا وہاں پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ کر گرفتار کر لیا۔ ناگ پھنی پھنکار مار کر ہاتھی بننے ہی والا تھا کہ عنبر نے اشارے سے منع کر دیا اس لئے کہ عنبر کو یقین تھا کہ

خواہ وہ کسی بھی جانور کا روپ دھار لے فوج کے سپاہی اسے شدید زخمی ضرور کر دیں گے اس سے بہتر یہی ہے کہ خاموشی سے گرفتار ہو کر قید خانے میں پہنچ جایا جائے۔

عنبر کا خیال تھا کہ انہیں دوبارہ قید خانے میں پہنچا دیا جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا شاہی دستہ انہیں لے کر محل کے باہر میدان میں لے آیا اور انہیں ستون کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا تھوڑی دیر کے بعد تیر برسانے والوں کا دستہ ان کے سامنے قطار بنا کر کھڑا ہو گیا گویا رومی جرنیل کے حکم سے انہیں تیروں سے چھلنی کیا جا رہا تھا اب تو ناگ پھنی گھبرا یا اس نے عنبر سے کہا۔

عزیز دوست عنبر اب تو پانی سر سے گزرنے لگا ہے۔ تم تو ان تیروں کی بارش میں بھی زندہ رہو گے کیوں کہ تم تو مر ہی نہیں سکتے لیکن یہ بوچھاڑ تیروں کی میرے سینے پر لگی تو میں یقیناً ہلاک ہو جاؤں گا۔ اس

لئے میں جا رہا ہوں۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

تم کہاں جاؤ گے؟

ناگ پھنی نے سوچ کر کہا۔

میں سکندریہ کے باہر پرانے اہرام کی کھوہ میں تمہارا انتظار کروں گا۔

اتنا کہہ کر ناگ پھنی نے آنکھیں بند کر لیں اور زور سے پھنکار ماری

دوسرے ہی لمحے وہ سفید عقاب بن کر اوپر اڑ گیا۔

سپاہی اسے دیکھتے ہی رہ گئے اوکے دین تو حیران ہو کر رہ گیا اس نے

کہا۔

یہ جادو گر ہیں انہیں فوراً ہلاک کر دو۔

اس حکم کے ساتھ ہی پچاس تیر عنبر کے سینے میں ایک ساتھ آ کر کھب

گئے عنبر پر ان تیروں کا کوئی بھی اثر نہ ہوا۔ رومی جرنیل اوکے دین کو

یقین تھا کہ عنبر مر چکا ہو گا وہ بڑے آرام سے آگے بڑھا اور اس نے کہا۔

اس غدار کی لاش کو گدھوں کے آگے ڈال دیا جائے۔

کسی سپاہی نے چیخ کر کہا۔

یہ ابھی زندہ ہے۔

زندہ ہے۔؟

رومی جرنیل نے حیرت سے مڑ کر دیکھا..... عنبر زندہ تھا اور

اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا یعنی وہ معمولی سا زخمی بھی نہیں

تھا..... اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ تک نہیں بہا تھا

اوکتے دین رومی جرنیل نے چیخ کر حکم دیا۔

اسے ہلا کر دیا جائے..... فوراً.....

اب عنبر پر تیر پر تیر برسائے جانے لگے جب کوئی پانچ سو تیر اس کے

بدن میں پرو دیا گیا تو اوتے دین رومی جرنیل نے قریب آ کر دیکھا کہ عنبر اسی طرح مسکرا رہا تھا اور اس کے جسم سے خون کا قطرہ بھی نہیں بہہ رہا تھا حالاں کہ تیروں نے اس کے جسم میں پانچ سو سوراخ آر پار کر دیے تھے۔

رومی جرنیل تو سر پکڑ کر رہ گیا۔

اس نے قریب جا کر غور سے دیکھا بالکل وہی پہلے جیسا نظارہ تھا گویا عنبر پر ایک تیر بھی نہیں چلایا گیا تھا عنبر نے بڑے سکون سے ہاتھ اوپر اٹھا کر اپنے جسم میں سے ایک ایک کر کے تیر نکالنے شروع کر دیے رومی جرنیل نے عنبر سے پوچھا۔

تم جادوگر ہو۔ میں تمہیں آگ میں زندہ جلاؤں گا۔

جیسا کہ اس زمانے میں رومی جرنیل اور گورنر رعایا پر بے حد اذیت ناک سلوک کیا کرتے تھے رومی جرنیل اوتے دین نے حکم دیا۔

آگ کا جہنم دہکا دیا جائے۔

ایسا ہی ہوا۔ زبردست آگ روشن کر دی گئی اس میں عنبر کو پھینک دیا گیا مگر ظاہر ہے عنبر کا کچھ نہ بگڑا وہ بالکل محفوظ رہا۔ رومی جرنیل اب تو بے حد گھبرا گیا اسے کچھ یقین ہونے لگا کہ یہ شخص جادوگر نہیں بلکہ کوئی آسمانی دیوتا ہے اس نے عنبر کو آگ میں سے باہر نکال کر پوچھا۔
سچ سچ بتاؤ تم کون ہو۔؟
عنبر نے کہا۔

اس کا جواب میں شہر سے باہر اہرام کے پاس چل کر دوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں میرے ساتھ تنہا جانا ہوگا۔ ہاں ایک دو سپاہی ساتھ لے جاسکتے ہو۔؟

رومی جرنیل اوتے دین عنبر کے ساتھ شہر سے باہر اس اہرام کے باہر آ گیا جہاں ناگ پھنی اس کا انتظار کر رہا تھا عنبر نے ناگ پھنی کو اشارہ

کیا کہ وہ غار کے اندر ہی سانپ کا روپ دھار کر بیٹھا رہا عنبر رومی
جرنیل اوکتے دین کو غار کے قریب لے آیا چاروں رومی سپاہی ارد گرد
گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔

عنبر نے کہا۔

اوکتے دین میں تمہیں یہاں قتل کرنے کے لئے لایا ہوں.....
کیونکہ تم نے ہزاروں بے گناہ مصریوں کو قتل کیا ہے اگر تم زندہ رہے تو
ابھی ہزاروں بے گناہوں کو اور قتل کرو گے۔
رومی جرنیل مسکرایا اور بولا۔

تم کیا اور تمہاری اوقات کیا تم مجھے قتل نہیں کر سکتے۔

عنبر نے کہا۔

اچھا میرا وار سہنے کے لئے تیار ہو جاؤ
عنبر نے کنیر کا میلہ کی دی ہوئی انگھوٹھی چوم کر اس کا رخ رومی جرنیل

کی طرف کر دیا رومی جرنیل کے ارد گرد کھڑے چاروں سپاہی اس کے
 آگے آگے اور انہوں نے تلواریں نکال کر عنبر پر حملہ کر دیا مگر ٹھیک اسی
 وقت انگوٹھی کے اندر سے سفید سفید شعاعیں نکل کر چاروں سپاہیوں پر
 پڑیں اور وہ موم کی طرح پگھل کر زمین پر بہہ گئے رومی جرنیل کی
 آنکھیں دہشت سے پھٹ گئیں اس نے ایسا بھیا نک منظر ایسی
 بھیا نک موت اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔
 اب ناگ پھنی بھی سانپ کی شکل میں غار سے باہر آ گیا۔
 عنبر نے رومی جرنیل سے پوچھا۔
 بولو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔؟
 رومی جرنیل ایک بہادر جرنیل تھا اس نے تلوار کھینچ کر کہا۔
 خواہ تم مجھے بھی ہلاک کر دو مگر میں اپنی شکست تسلیم نہیں کروں گا۔
 ناگ پھنی لپک کر اسے ڈسنے ہی والا تھا کہ عنبر نے اسے روک دیا اور

رومی جرنیل سے کہا۔

اوکتے دین تمہارا یہ دلیرانہ جواب سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے مگر
 بہادر انسان بڑے فیاض اور انصاف پسند ہوتے ہیں اگر تم وعدہ کرو
 کہ ایک بہادر آدمی کی طرح تم بھی اپنی رعایا کے ساتھ محبت اور فیاضی
 کے ساتھ سلوک کرو گے اور آئندہ بے گناہ لوگوں کا خون نہیں بہاؤ گے
 تو میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا کیا تم وعدہ کرتے ہو؟
 رومی جرنیل نے کہا۔

موت کے خوف سے نہیں بلکہ اپنے دل کی رضامندی کے ساتھ میں
 وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سے میں رعایا کے ساتھ انصاف کروں گا اور
 بے گناہ لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگوں گا۔
 عنبر نے کہا۔

شکریہ اوکتے دین مجھے تم جیسے بہادر آدمی سے یہی امید تھی۔

اس کے بعد عنبر اور ناگ پھنی نے اوکتے دین سے اجازت لی اور سکندر یہ شہر کی طرف آگئے رومی جرنیل نے انہیں اپنے دربار میں کرسی پیش کی مگر عنبر نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ دربار میں اب اس کا کوئی بھی ہمدرد اور دوست نہیں تھا انہوں نے اس کی صرف یہ پیش کش قبول کی کہ وہ انہیں دو گھوڑے اور کچھ اشرفیاں سفر کے لئے مہیا کر دے۔ رومی جرنیل نے گھوڑے اور اشرفیاں مہیا کر دیں اور دونوں دوست سکندر یہ شہر سے رخصت ہو کر سرحد کی طرف روانہ ہو گئے اب ان کی منزل دریائے دجلہ اور فرات کی وادی تھی اس لئے کہ یہ نیک پیغمبروں کی سرزمین بنتی جا رہی تھی انہوں نے سن رکھا تھا کہ دریائے عمان کے کنارے یوحنا نام کا ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی کہتا ہے لوگوں کو پاکیزگی اور اچھے کاموں کی ہدایت کرتا ہے عنبر اس عظیم بزرگ کو دیکھنے کی تمنا لے کر عمان کی طرف چل پڑا۔

دریائے اردن کے کنارے یوحنا نبی سے عنبر کی ملاقات
 سلومی کا سات پردوں میں چھپا ہوا پر
 اسرارِ قص اور بادشاہ سے یوحنا نبی کا سرکاٹ لانے کی
 فرمائش جب یوحنا کا سرکاٹ کرطشت
 میں پیش کیا گیا تو سلومی پر کیا گزری
 یہ سب کچھ آپ اس کتاب کے اگلے یعنی تیرھویں حصے
 ”نیل آکھیں“ میں پڑھیے۔